

جزاُ الأعمال

حضرت حکیم الامت مجددِ دلت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ تَجَلَّبُ النَّعْمَ بِطَاعَتِهِ وَالنَّقَمَ بِعُصْيَانِهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَكْمَلَانِ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَّبِيِّهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْعَزْلَمَنْ وَالْاَهْ وَالذَّلَّ وَالْهَوَانَ عَلٰی مَنْ عَادَاهُ وَعَلٰی اِلٰهِ وَاَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوهُ فِی الْمُنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَالْيَسْرِ وَالْعُسْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ وَوَفَّقَنَا لِاتِّبَاعِ بِهْمٍ۔

انابعد یہ ناچیز ناکارہ اپنے دینی بھائیوں کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ اس وقت میں جو حالت ہم لوگوں کی ہے کہ طاعت میں کاہلی و غفلت اور معاصی میں انہماک و جرأت وہ ظاہر ہے، جہاں تک غور کیا گیا اس کی بڑی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ اعمالِ حسنہ و سیدہ کی پاداش صرف آخرت میں سمجھتے ہیں، اسکی ہرگز خبر تک نہیں کہ دنیا میں بھی اس کا کچھ نتیجہ مرتب ہوتا ہے اور غلبہ صفاتِ نفس کے سبب دنیا کی جزا و سزا پر چونکہ وہ سردست واقع ہو جاتی ہے زیادہ نظر ہوتی ہے، پھر عالمِ آخرت میں بھی جزا و سزا کے وقوع کو گو عقیدہ ان اعمال کا ثمر جانتے ہیں مگر واقعی بات یہ ہے کہ جو علاقہ قوی مؤثر و اثر میں اور سبب مسبب میں سمجھنا چاہیے اور اسباب و مسببات دنیویہ میں سمجھتے ہیں وہ علاقہ اس قوت کے ساتھ اعمال اور ان کے ثمراتِ آخرت میں ہرگز نہیں سمجھتے بلکہ قریب قریب اس طرح کا خیال ہے کہ گویا اس عالم کے واقعات کا ایک مستقل سلسلہ ہے جس کو چاہیں گے پکڑ کر سزا دیں گے جس کو چاہیں گے خوش ہو کر نعمتوں سے مالا مال کر دیں گے اعمال کو گویا اس میں کوئی دخل ہی نہیں

ہے حالانکہ یہ خیال بیشمار آیات و احادیثِ صحیحہ کے خلاف ہے، چنانچہ عنقریب تفصیلاً معلوم ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ، اس لیے اس مرض کے دفع کرنے کے لیے دو امر ضروری

خیال میں آئے اوّل کتاب و سنت و ملفوظاتِ محققین سے یہ دکھلایا جائے کہ جیسے آخرت میں اعمال پر جزا و سزا واقع ہوگی ایسے دنیا میں بھی بعض آثار ان کے واقع ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ ثابت کر دیا جائے کہ اعمال میں اور ثمراتِ آخرت میں ایسا قوی علاقہ ہے جیسا آگ جلانے میں اور کھانا پکانے میں یا کھانا کھانے میں اور شکم سیر ہو جانے میں یا پانی چھڑکنے میں اور آگ کے بجھ جانے میں ان دونوں امور کے ثبوت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید قوی ہے کہ سردست جزا اور سزا ہو جانے کے یقین سے اور اسی طرح کارخانہ دنیا پر کارخانہ آخرت کے مرتب ہونے کے غلبہ اعتقاد سے طاعات میں رغبت اور معاصی سے نفرت پیدا ہونا سہل ہے آئندہ توفیق و امداد حق سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے ہے، اسی غرض کی تکمیل کے واسطے یہ رسالہ مختصر سلیس اردو میں جمع کیا جاتا ہے جزاء الاعمال اس کا نام رکھا جاتا ہے، مضامین مذکورہ کے لحاظ سے رسالہ ہذا ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر وضع کیا گیا۔

مقدمہ: اس امر کے اجمالی بیان میں کہ اعمال کو جزا اور سزا میں دخل ہے۔

باب اول: اس بیان میں کہ گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے۔

باب دوم: اس بیان میں کہ طاعت و عبادت کرنے سے دنیا کا کیا نفع ہے۔

باب تیسرا: اس بیان میں کہ گناہ میں اور سزائے آخرت میں کیا قوی تعلق ہے۔

باب چوتھا: اس بیان میں کہ طاعت کو جزائے آخرت میں کیسا کچھ دخل و تاثیر ہے۔

خاتمہ: بعض مخصوص اعمالِ حسنہ یا سیدہ کے بیان میں جس کے کرنے یا نہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے اور

بعض شبہات کے جواب میں جو اکثر عوام کے لیے باعثِ بے باکی ہو گئے ہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی تکمیل فرمائے اور اس کو ذریعہ ہدایت و رشد کا بنادے اور جو

خطا ظاہری یا باطنی مجھ سے سرزد ہو جاوے اور کو معاف فرمائے۔ اٰمِیْنِ وَالْاَنَ دَشْرَعُ وَدَسْتَعِیْنُ۔

محمد اشرف علی

1 کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ اعمال کا دخل نہ ہوتا تو صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے جس میں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ کوئی شخص عمل کے زور سے جنت میں نہ جاویگا اتنی۔ دفعیہ اس شبہ کا یہ ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عمل کو بالکل دخل ہی نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ عمل پر مغرور ہو کر نہ بیٹھ جاوے، جزا و غیر علت تامہ کا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے و بس، گویا یہ فضل بھی اعمال نیک سے نصیب ہوتا ہے سو عمل ہی علت تامہ کا ایک جزو ٹھہرا۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

مقدمہ

”اس امر کے اجمالی بیان میں کہ اعمال سبب ہیں جزا و سزا کے۔“

ہے چنانچہ ارشاد ہے فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ۔ یعنی اگر یونس علیہ السلام تسبیح کرنے والوں سے نہ ہوتے تو ٹھیرے رہتے مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک صاف معلوم ہوتا ہے کہ تسبیح کی بدولت اس قید سے رہائی ہوئی، کہیں لفظ لَوُ آیا ہے چنانچہ ارشاد وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ حَيْرًا لَّهُمْ۔ یعنی اگر وہ لوگ کرتے اس کام کو جسکو وہ نصیحت کیے جاتے ہیں تو ان کے لیے بہتر ہوتا۔ تمام آیتیں صاف صاف کہہ رہی ہیں کہ اعمال اور جزا میں ضرور علاقہ ہے۔

محمد اشرف علی

قرآن مجید میں مختلف عنوانات سے یہ امر مذکور ہوا ہے کہ ہیں تو عمل کو شرط اور ثمرہ کو جزا قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے فَلَمَّا عَتَوْا عَمَّا نُهِوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُفُّوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ۔ یعنی جب ان لوگوں نے سرکشی اختیار کی اس چیز سے کہ بیشک وہ اس سے منع کیے گئے تھے، سو ہم نے ان کو کہا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ سرکشی کے سبب سے یہ سزا ملی۔ اور ارشاد ہے فَلَمَّا اسْفُوتَا اتَّقَمْنَا مِنْهُم۔ یعنی جب انھوں نے ہم کو ناخوش کیا ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ناخوش کرنا سبب ہوا انتقام کا، اور ارشاد ہے أَنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَ يَكْفُرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ۔ یعنی اگر تم اللہ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے فیصلہ کر دیں اور دور کر دیں تم سے تمہاری برائیاں۔ اور ارشاد ہے لَوْ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَهُمْ مَاءً غَدَقًا۔ یعنی اگر وہ لوگ مستقیم رہتے راہ پر، البتہ پینے کو دیتے ہم ان کو پانی بکثرت، اور ارشاد ہے فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ۔ یعنی اگر وہ لوگ توبہ کریں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں، اور کہیں باء سببیہ لائے، چنانچہ ارشاد ہے کہ ذَلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ آيَاتِكُمْ۔ یعنی یہ سزا سبب ان اعمال کے ہے جو کہ تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں، اور ارشاد ہے بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔ یعنی یہ جزا بہ سبب اس کام کے ہے جسکو تم کرتے تھے، اور ارشاد ہے ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا۔ یعنی یہ بسبب اس کے ہے کہ انھوں نے انکار کر دیا ہماری نشانیوں کا، اور کہیں فاء سببیہ لائے ہیں، چنانچہ ارشاد ہے فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ۔ یعنی انھوں نے نافرمانی کی اپنے پروردگار کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پس پکڑ کیا ان کو، اور ارشاد ہے فَكَذَّبُوا هُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ۔ یعنی ان لوگوں نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی تکذیب کی پس ہوئے ہلاک کیے ہوؤں سے، کہیں کلمہ لَوْلَا وارد

باب اول

”اس بیان میں کہ گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے؟“

یوں تو یہ مضر تیں اس کثرت سے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا، مگر اس مقام پر اولاً کچھ آیات و احادیث سے اجمالاً بعض آثار بتلاتے ہیں، اس کے بعد کسی قدر تفصیل و ترتیب سے لکھیں گے۔ قرآن مجید میں جو نافرمانوں کے جا بجا قصے اور اس کے ساتھ ان کی سزائیں مذکور ہیں، کس کو معلوم نہیں، وہ کیا چیز ہے جس نے ابلیس کو آسمان سے نکال کر زمین پر پھینکا۔ یہی نافرمانی ہے جس کی بدولت وہ ملعون ہوا۔ صورت بگاڑ دی گئی، باطن تباہ ہو گیا، بجائے رحمت کے لعنت نصیب ہوئی، قرب کے عوض بعد حصہ میں آیا، تسبیح و تقدیس کی جگہ کفر و شرک، جھوٹ فحش انعام ملا۔ وہ کیا چیز ہے جس نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تمام اہل زمین کو طوفان میں غرق کر دیا۔ وہ کون چیز ہے کہ جس سے ہوائے تند کو قوم عاد پر مسلط کیا گیا، یہاں تک کہ زمین پر ٹپک ٹپک کے مارے گئے، وہ کون چیز ہے جس سے قوم ثمود پر چیخ آئی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور تمام ہلاک ہو گئے، وہ کون چیز ہے جس سے قوم لوط علیہ السلام کی بستیاں آسمان تک لے جا کر الٹی گرائیں گئیں اور اوپر سے پتھر برسائے گئے، وہ کون چیز ہے جس سے شعیب علیہ السلام پر بشکل سائبان ابر کے عذاب آیا اور اس سے آگ برسی، وہ کون چیز ہے جس سے قوم فرعون بحر قلزم میں غرق کی گئی، وہ کون چیز ہے جس سے قارون زمین میں دھنسا یا گیا اور پیچھے سے گھر اور اسباب اس کے ہمراہ ہوا، وہ کون چیز ہے جس نے ایک بار بنی اسرائیل پر ایسی قوم کو مسلط کیا کہ جو سخت لڑائی والی تھی اور وہ ان کے گھروں کے اندر گھس گئے اور ان کو زیر و زبر کر ڈالا۔ اور پھر دوسری بار ان کے مخالفین کو ان پر غالب کیا جس سے ان کا پھر بنانا یا کارخانہ تباہ و برباد ہوا، اور وہ کون چیز ہے جس نے انھیں (بنی اسرائیل کو) طرح طرح کی مصیبت و بلا میں گرفتار کیا، کبھی قتل ہوئے، کبھی قید، کبھی ان کے گھر اجاڑے گئے، کبھی ظالم بادشاہ ان پر مسلط ہوئے، کبھی وہ جلاوطن کیے گئے۔ وہ چیز جس کے یہ آثار ظاہر ہوئے اگر نافرمانی نہیں تھی تو پھر کیا تھا؟ ان قصوں کو جا بجا ذکر فرمایا گیا اور نہایت مختصر الفاظ میں اسکی وجہ ارشاد ہوئی وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ ان پر ظلم کرتے لیکن وہ

تو خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے، دیکھیے ان لوگوں نے اسی گناہ کی بدولت دنیا میں کیا خرابیاں بھگتیں، امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ جب قبر صفتح ہوا، جبیر بن نصیر نے ابودرداء کو دیکھا کہ اکیلے بیٹھے رو رہے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا کہ اے ابودرداء! ایسے مبارک دن میں رونا کیسا جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت دی، انہوں نے جواب دیا کہ اے جبیر! افسوس ہے تم نہیں سمجھتے جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے حکم کو ضائع کر دیتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیسی ذلیل و بے قدر ہو جاتی ہے دیکھو کہاں تو یہ قوم برسر حکومت تھی، خدا کا حکم چھوڑنا تھا اور ذلیل و خوار ہونا۔ جس کو تم اس وقت ملاحظہ کر رہے ہو وہ سند میں ہے، ارشاد فرمایا رسول ﷺ نے أَنَّ الرَّجُلَ لَيُخْرَمَهُ الرَّزْقُ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ، یعنی بیشک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے، ابن ماجہ میں عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمانے لگے کہ پانچ چیزیں ہیں، میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ۔ جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہوں گے اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوں گے جو ان کے بڑوں کے وقت میں نہیں ہوئیں اور جب کوئی قوم ناپسندے تولنے میں کمی کریگی، قحط اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا ہوں گے، اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاویگا باران رحمت ان سے، اگر بہائم نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ ہوتی اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرماوے گا اللہ تعالیٰ ان کے دشمن کو غیر قوم سے بجر لے لیں گے ان کے اموال کو۔ ابن ابی الدنیار روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سبب زلزلہ کا دریافت کیا، انھوں نے فرمایا، جب لوگ زنا کو امر مباح کی طرح پیمائی سے کرنے لگتے ہیں اور شرابیں پیتے ہیں اور معازف بجاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو آسمان میں غیرت آتی ہے، زمین کو حکم فرماتے ہیں کہ ان کو ہلا ڈال۔ اور عمر بن عبد العزیز نے جا بجا شہر میں حکمانے بھیجے جن کا مضمون یہ ہے، بعد حمد و صلوة کے مدعا یہ ہے کہ یہ زلزلہ زمین کا علامت عتاب الہی ہے۔ میں نے تمام شہروں میں لکھ بھیجا ہے کہ فلاں تاریخ فلاں مہینے میں میدان میں نکلیں یعنی دعا و تضرع کے لیے اور جس کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی ہو وہ خیرات بھی کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ

1 تحقیق فلاح پائی جس شخص نے پاکی حاصل کی اور ذکر کیا نام اپنے رب کا اور نماز پڑھی اور بعض نے تزکی زکوٰۃ سے لیا ہے ظاہر ابن عمر بن عبد العزیزؓ کے نزدیک

فصل ۸: ایک نقصان یہ ہے کہ آدمی طاعت سے محروم ہو جاتا ہے، آج ایک طاعت گئی، کل دوسری چھوٹ گئی، پوسوں تیسری رہ گئی، یوں ہی سلسلہ وار تمام نیک کام بدولت گناہ کے اس کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں، جیسے کسی نے ایک لقمہ لذیذ ایسا کھایا جس سے ایسا مرض پیدا ہو گیا کہ ہزاروں لذیذ کھانوں سے محروم کر دیا۔

فصل ۹: ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے عمر گھٹتی ہے اور اس کی برکت ثلثی ہے کیونکہ (بر) نیکی سے عمر بڑھ جانا حدیث صحیح سے ثابت ہے تو فوراً سے گھٹنا اسی سے سمجھ لیجیے اور یہ شبہ نہایت ضعیف ہے کہ عمر تو مقدر ہے وہ کیسے گھٹ بڑھ سکتی ہے کیونکہ عمر کی کیا تخصیص ہے یہ سب چیزیں مقدر ہی ہیں۔ امیری اور غریبی، صحت و مرض سب میں یہی شبہ ہو سکتا ہے، مگر پھر بھی ان امور کو اسباب کے ساتھ مربوط سمجھ کر تدبیر کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی حال عمر کا سمجھ لینا چاہیے۔

فصل ۱۰: ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت اول، دوسری معصیت کا سبب ہو جاتی ہے وہ تیسری کا، اسی طرح شدہ شدہ معاصی کی کثرت ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ عاصی گناہوں سے گھر جاتا ہے، دوسرے یہ کہ کرتے کرتے اس کی عادت ہو جاتی ہے کہ چھوڑنا دشوار ہوتا ہے پھر اس کو اسی ضرورت سے کرتا ہے کہ نہ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے اور پھر اس کسبت میں لطف و لذت بھی نہیں رہتی۔

فصل ۱۱: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے ارادہ توبہ کا کمزور ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ بالکل توبہ کی توفیق نہیں رہتی، اسی حالت میں موت آ جاتی ہے۔

فصل ۱۲: ایک نقصان یہ ہے کہ چند روز میں اس معصیت کی برائی دل سے نکل جاتی ہے اس کو بُرا نہیں سمجھتا، نہ اس بات کی پروا ہوتی ہے کہ کوئی دیکھ لے گا بلکہ خود تقاضا اس کا ذکر کرتا ہے۔ ایسا شخص معافی سے دور ہوتا جاتا ہے، جیسا ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے کل امتی معافی الا المجاهدین وان من الاجہاران یسر اللہ علی العبد ثم یصبح یفصح نفسہ ویقول یا فلان عملت یوم کذا وکذا وکذا وکذا وکذا فتہتک نفسہ وقدمات یسرہ ربہ۔ خلاصہ مطلب کا یہ ہے کہ سب کے لیے معافی کی امید ہے مگر جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں اور یہ بھی کھلم کھلا ہی کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توستاری فرمائی تھی مگر صبح کو خود اپنے کو فضیحت کرنا شروع کیا کہ میاں فلانے! ہم نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا۔ خود اپنی پردہ دری کی،

حالانکہ خدا تعالیٰ نے چھپا لیا تھا، اور کبھی گناہ کی برائی کم ہوتے ہوتے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے، اسی واسطے بزرگ کا قول ہے کہ تم گناہوں سے ڈرتے ہو اور مجھے کفر کا خوف ہے۔

فصل ۱۳: ایک نقصان یہ ہے کہ ہر معصیت دشمنانِ خدا میں سے کسی کی میراث ہے تو گویا یہ شخص ان ملعونوں کا وارث بنتا ہے۔ مثلاً لواطت قوم لوط علیہ السلام کی میراث ہے، کم ناپنا کم تولنا قوم شعیب علیہ السلام کی میراث ہے، علو وفساد فرعون اور اس کی قوم کی میراث ہے، تکبر و تجبر قوم ہود علیہ السلام کی، تو یہ عاصی ان لوگوں کی وضع بیعت بنانے ہوئے ہے۔ مسند احمد میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے مَنْ نَشَبَتْهُ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنی جس شخص کسی قوم کی وضع بنائے وہ انہیں میں شمار ہے۔

فصل ۱۴: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ شخص بے قدر و خوار ہو جاتا ہے اور جب خالق کے نزدیک خوار و ذلیل ہو گیا، مخلوق میں بھی اس کی عزت نہیں رہتی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ هَمَّالَهُ، مِنْ مُكْرِمٍ یعنی

عزیزیکہ ازر گہش سر بتافت بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اگر شہ لوگ بخوف اس کے ظلم و شرارت کے اس کی تعظیم کرتے ہوں مگر کسی کے دل میں عظمت نہیں رہتی۔

فصل ۱۵: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کی نحوست جیسے اس شخص کو پہنچتی ہے، اسی طرح کا ضرر دوسری مخلوقات کو بھی پہنچتا ہے وہ سب اس پر لعنت کرتے ہیں، گناہ کی سزا تو الگ ہوگی، یہ لعنت اس پر طرہ ہے، مجاہد فرماتے ہیں کہ بہائم نافرمانی کرنے والے آدمیوں پر لعنت کرتے ہیں جبکہ قحط سخت ہوتا ہے اور بارش رک جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ابن آدم کے گناہ کی نحوست سے ہے۔

فصل ۱۶: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے عقل میں فتور و فساد آ جاتا ہے کیونکہ عقل ایک نورانی چیز ہے کہ ورت و معصیت سے اس میں کمی آ جاتی ہے بلکہ خود گناہ کرنا دلیل کم عقلی کی ہے اگر اس شخص کی عقل ٹھکانے ہوتی تو ایسی حالت میں کہیں گناہ ہو سکتا ہے کہ یہ شخص خدا کی قدرت میں سے ہے، ان کے ملک میں رہتا ہے اور وہ دیکھ بھی رہے ہیں، ان کے فرشتے گواہ بن رہے ہیں، قرآن مجید منع کر رہے، ایمان منع کر رہی ہے

، موت منع کر رہی ہے، دوزخ منع کر رہی ہے۔ گناہ کرنے سے اس قدر سرور و لذت نصیب نہ ہوگا جس قدر دنیا اور آخرت کے منافع اس سے فوت ہو گئے۔ بھلا کوئی عقل سلیم والا ان باتوں کے ہوتے ہوئے گناہ کر سکتا ہے۔

نصل ۱۷: ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے یہ شخص رسول ﷺ کی لعنت میں داخل ہو جاتا ہے کیونکہ آپ نے بہت سے گناہوں پر لعنت فرمائی ہے اور جو گناہ ان گناہوں سے بڑھ کر ہیں ان پر تو بدرجہ اولیٰ استحقاق لعنت ہے۔ مثلاً لعنت فرمائی آپ نے اس عورت پر جو گودے اور گودائے اور جو غیر کے بال اپنے بالوں میں ملا کر دراز کرے اور جو دوسرے سے یہ کام لے، اور لعنت فرمائی ہے آپ نے سود لینے والے پر اور دینے والے پر اور اسکے لکھنے والے پر اور اس کے گواہ پر اور لعنت فرمائی ہے آپ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لیے حلالہ ہو، یعنی جب نکاح میں اس کو شرط ٹھہرا یا جائے اور لعنت فرمائی ہے چور پر اور لعنت فرمائی ہے شراب پینے والے پر اور اس کے پلانے پر اور اس کے نچوڑنے والے پر اور نچوڑنے والے پر اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور اسکے دام کھانے والے پر اور جو اس کو لاد کر لائے اور جس کے لیے لاد کر لائی جاوے، اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو اپنے باپ کو بُرا کہے۔ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو جاندار چیز کو نشانہ بناوے اور لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع بنائیں، اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو دین میں کوئی نئی بات نکالے یا ایسے شخص کو پناہ دے اور لعنت فرمائی ہے تصویر بنانے والے پر اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو قوم لوط کا سا عمل کرے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو کسی جانور سے صحبت کرے اور لعنت فرمائی ہے، اس پر جو جانور کے چہرہ پر داغ لگائے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا اسکے ساتھ فریب کرے اور لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں پر جاویں اور ان لوگوں پر جو وہاں پر سجدہ کریں یا چراغ رکھیں اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی عورت کو اس کے خاوند سے یا غلام کو اس کے آقا سے بہکا کر بھڑکاوے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی عورت کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے اور ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے خاوند سے خفا ہو کر رات کو الگ رہے، صبح تک اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں، اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے نسب ملاوے اور فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی طرف لوہے

سے اشارہ کرے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو صحابہؓ کو بُرا کہے اور لعنت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جو زمین میں فساد مچاوے اور قطع رحم کرے اور اللہ تعالیٰ کو یا رسول ﷺ کو ایذا دے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو کہ احکام خداوندی کو چھپائے اور لعنت فرمائی ہے ان لوگوں پر جو پارسی بیبیوں کو جن کو ان قصوں کی خبر تک نہیں اور ایماندار ہیں، زنا کی تہمت لگاوے اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو کافروں کو مسلمانوں کے مقابلے میں ٹھیک راہ بتاوے اور رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو رشوت دے اور جو لے اور جو درمیان میں پڑے اور بہت افعال پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ اگر گناہ میں اور کوئی بھی ضرر نہ ہوتا تو کیا یہ تھوڑی بات ہے کہ اللہ و رسول ﷺ کی لعنت کا مورد ہو گیا۔ نعوذ باللہ۔

نصل ۱۸: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے، الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو عرش کے گرد پیش ہیں وہ تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے مغفرت مانگتے ہیں کہ یا اللہ آپ کی رحمت اور علم بہت وسیع ہے ایسے لوگوں کو بخش دیجیے جو آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ کی راہ کی پیروی کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو عذابِ جہنم سے بچالیجئے۔ دیکھیے اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ فرشتے ان مومنوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ چلتے ہیں جس حالت میں گناہ کر کے وہ راہ چھوڑ دی، اس دولت کا کہاں مستحق رہا۔

نصل ۱۹: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے طرح طرح کی خرابیاں زمین میں پیدا ہوتی ہیں، پانی، ہوا، غلہ، پھل ناقص ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ مَا كَسَبَتْ آيَدِي النَّاسِ۔ یعنی ظاہر ہو گیا گاڑ جنگل اور بستی میں بسبب اعمال کے جن کو لوگوں کے ہاتھ کر رہے ہیں اور امام احمد نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا ہے کہ میں نے نبی امیہ کے کسی خزانہ میں گیہوں کا دانہ کھجور کی گٹھلی کے برابر دیکھا، ایک تھیلی میں تھا اور اس پر یہ لکھا تھا کہ یہ زمانہ عدل میں پیدا ہوا تھا اور بعض صحرائی لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے زمانے کے پھل اس وقت کے پھلوں سے بڑے ہوتے تھے جب حضرت عیسیٰ کا وقت آوے گا چونکہ اس وقت

طاعت کی کثرت ہوگی اور زمین گناہوں سے پاک ہو جاوے گی پھر اس کی برکتیں عود کر آویں گی، یہاں تک کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ایک انار بڑی جماعت کو کافی ہو گا۔ اور وہ اس کے سایہ میں بیٹھ سکیں گے، انگور کا خوشہ اتنا بڑا ہو گا کہ ایک اونٹ پر بار ہو گا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ روز روز کی بے برکتی ہماری خطا اور گناہ کا ثمرہ ہے۔

نصل ۲۰: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے حیا وغیرت جاتی رہتی ہے اور جب شرم نہیں رہتی تو یہ شخص جو کچھ کر گزرے تھوڑا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

نصل ۲۱: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کے دل سے نکل جاتی ہے، بھلا اگر خداوندی عظمت اس کے دل میں ہوتی تو مخالفت پر قدرت ہو سکتی؟ جب اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں رہتی، اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کی عزت نہیں رہتی، پھر یہ شخص اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔

نصل ۲۲: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں اور بلاؤں اور مصیبتوں کا ہجوم^۱ ہوتا ہے۔ حضرت علیؑ کا ارشاد ہے فرماتے ہیں کہ نہیں نازل ہوئی کوئی بلا مگر بسبب گناہ کے اور نہیں دور ہوئی کوئی بلا مگر بسبب توبہ کے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ۔ یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب سے آتی ہے اور بہت سی باتوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں، اور ارشاد ہے ذَلِكِ بَانَ اللَّهُ لَمْ يَكْ مُعْتَبِرًا نُّعَمَّةً أَنْعَمَهَا عَلَى قَوْمٍ حَتَّى يُعْزِرُوا مَا بَانَتْ لَهُمْ مِنْهُمْ۔ یعنی یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اس نعمت کو نہیں بدلتا جو کسی قوم کو دی ہو یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے ذاتی حالات کو بدل ڈالیں، اس سے معلوم ہوا کہ زوال نعمت گناہ ہی سے ہوتا ہے۔

نصل ۲۳: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے مدح و شرف کے القاب سلب ہو کر مذمت اور ذلت کے خطاب ملتے ہیں مثلاً نیک کام کرنے سے یہ القاب عطا ہوئے تھے۔ مؤمن، بر، مطیع، منیب، ولی، ورع، مصلح، عابد، خائف، اواب، طیب، رضی، تائب، حامد، راکع، ساجد، مسلم، قانت، صادق، صابر، خاشع، متصدق، صائم،

عقیف، ذاکر و نحو ذلک، جب بر کام کیا یہ خطابات ملے، فاجر، فاسق، عاصی، مخالف، مُسی، مُفسد، خبیث، مسخوط، زانی، سارق، قاتل، کاذب، خائن، لوطی، قاطع رحم، متکبر، ظالم، ملعون، جاہل، وغیرہ ذالک۔

نصل ۲۴: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے شیاطین اس پر مسلط ہو جاتے ہیں کیونکہ طاعت ایک خداوندی قلعہ ہے جس کے سبب اعداء کے غلبہ سے محفوظ رہتا ہے۔ جب قلعہ سے باہر نکلا، دشمنوں نے گھیر لیا پھر وہ شیاطین جس طرح چاہتے ہیں اس میں تصرف کرتے ہیں اور اس کے قلب و زبان، دست و پا چشم و گوش سب اعضاء کو معاصی میں غرق کر دیتے ہیں۔

نصل ۲۵: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے قلب کا اطمینان جاتا رہتا ہے، کچھ پریشانی سا ہو جاتا ہے، ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کسی کو خبر نہ ہو جائے، کہیں عزت میں فرق نہ آ جاوے کوئی بدلہ نہ لینے لگے میرے نزدیک معیشت ضنک بمعنی تنگ کے یہی معنی ہیں۔

نصل ۲۶: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرتے کرتے وہی دل میں بس جاتا ہے، یہاں تک کہ مرتے ہوئے کلمہ تک منہ سے نہیں نکلتا بلکہ جو افعال حالت حیات میں غالب تھے وہی اس وقت بھی سرزد ہوتے ہیں۔ ایک تاجر اپنے عزیز کی حکایت بیان کرتا ہے کہ مرتے وقت اس کو کلمہ کی تلقین کرتے تھے اور یہ بک رہا تھا کہ کپڑا بڑا نفیس ہے، یہ خریدار بہت خوش معاملہ ہے آخر اسی حالت میں مر گیا، کسی سائل کی حکایت ہے کہ مرتے وقت کہتا تھا اللہ کے واسطے ایک پیسہ، اللہ کے واسطے ایک پیسہ، اسی میں تمام ہو گیا، اسی طرح ایک شخص کو نزع کے وقت کلمہ پڑھانے لگے کہنے لگا آہ آہ میرے منہ سے نہیں نکلتا اور بہت سے حالات میں اس وقت کو ہم کو معلوم بھی نہیں ہوتے، خدا جانے اور کیا گزرتی ہوگی، خدا کی پناہ۔

نصل ۲۷: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو جاتی ہے اس وجہ سے توبہ نہیں کرتا اور بے توبہ مرتا ہے، کسی شخص سے مرتے وقت کہا گیا کہ لا الہ الا اللہ۔ اس نے گانا شروع کیا تاتا تاتن، تتا، اور کہنے لگا کہ جو کلمہ مجھ سے پڑھواتے ہو اس سے مجھ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے، کوئی گناہ تو میں نے چھوڑا نہیں، آخر کلمہ نہ پڑھا اور رخصت ہوا۔ کسی اور شخص سے کلمہ پڑھوانے لگے، بولا اس کلمہ سے کیا ہو گا؟ میں نے کبھی

^۱ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ ہم گناہ کرنے والوں کو بڑے عیش میں دیکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ استاد راج ہے اس کا اور بھی زیادہ خطرہ ہے جیسے مکتب میں کوئی لڑکا سبق یاد نہ کرتا ہو اور معلم خدا سزا نہیں دیتا کہ کل کو سبق نہ یاد نکلے اس وقت اکٹھی سزا ہو۔ ۱۲ منہ۔

نماز تک تو پڑھی نہیں وہ بھی پو نہی مر، کسی اور شخص کو کلمہ پڑھنے کو کہا، کہنے لگائیں تو اس کلمہ کا منکر ہوں اور چل دیا، ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ کوئی میری زبان پکڑے لیتا ہے اللہمَّ احْفَظْنَا۔

رجوع بہ مقصود

یہ چند مضر تین دنیوی ہیں جو گناہ کرنے سے لاحق ہوتی ہیں اور علاوہ ان کے بہت سے ضرر ظاہری و باطنی ہیں جو قرآن و حدیث میں غور کرنے سے اور خود دل میں سوچنے سے بہت جلد سمجھ میں آسکتے ہیں۔ اور آخرت میں جو مضر تین ہیں وہ الگ رہیں جو عنقریب مختصر آمد کو رہوں گی، انشاء اللہ تعالیٰ، عاقل ہرگز پسند نہیں کر سکتا کہ ذرا سی اشتہائے کاذب کے لیے اتنا بڑا پہاڑ مصائب اور کلفتوں کا اپنے سر پر لے۔ روزانہ معاملات میں جس چیز میں مفاسد اور مضر تین غالب ہوتی ہیں، آدمی اس کے پاس نہیں پھٹکتا یہی برتاؤ معاصی کے ساتھ کرنا لازم ہے، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھے آمین آمین آمین۔

دوسرا باب

اس بیان میں کہ طاعت و عبادت اور اعمالِ صالحہ سے دنیا کا کیا نفع ہے؟

علاوہ ان منافع کے جو ضمناً یا الترتیباً اوپر مذکور و مفہوم ہو چکے، اس میں چند فصلیں ہیں۔

نصل ۱: اس بیان میں کہ طاعت سے رزق بڑھتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اگر وہ لوگ قائم رکھتے تورات اور انجیل کو اور اس کتاب کو جو انزل کی گئی ان کی طرف انکے رب کی جانب سے یعنی قرآن۔ مراد یہ کہ ان پر پورا پورا عمل رکھتے، تورات و انجیل پر عمل کرنا یہی ہے کہ حضرت سرور عالم

صلی اللہ علیہ وسلم پر حسب عہد تورات و انجیل کے ایمان لاتے اور آپ کا اتباع کرتے، اگر ایسا کرتے تو البتہ کھاتے وہ لوگ اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے، اوپر سے کھانا یہ کہ بارش ہوتی اور نیچے سے یہ کہ غلہ اگتا، اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ احکام الہی پر عمل کرنے سے رزق بڑھتا ہے۔

نصل ۲: اس بیان میں کہ طاعت سے طرح طرح کی برکت ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ یعنی وہ لوگ اگر ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے البتہ کھول دیتے ہم ان پر طرح طرح کی برکتیں آسمان سے اور زمین سے لیکن انہوں نے تو جھٹلایا پس پکڑ لیا ہم نے ان کو بسبب ان اعمال کے جو وہ کرتے تھے، یہ آیت مدعاے مذکور میں بالکل صریح الدلالت ہے۔

نصل ۳: اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے ہر قسم کی تکلیف و پریشانی دور ہو جاتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے، کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے نکلنے کی راہ یعنی ہر قسم کی دشواری و تنگی سے اس کو نجات ملتی ہے اور رزق عنایت فرماتے ہیں اس کو ایسی جگہ سے کہ وہ گمان بھی نہیں کرتا اور بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر وہ اس کو کافی ہو جاتے ہیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ برکت تقویٰ ہر قسم کی دشواری سے نجات ہوتی ہے۔

نصل ۴: اس بیان میں کہ طاعت سے مقاصد میں آسانی ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے، کر دیتے ہیں اس کے لیے اس کے کام میں آسانی۔ مطلب مذکور پر صاف دلالت موجود ہے۔

نصل ۵: اس بیان میں کہ طاعت سے زندگی مزید ار ہو جاتی ہے قال اللہ تعالیٰ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص عمل کرتا ہے نیک، خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ ایمان والا ہو پس البتہ زندگی دے دیں گے ہم ان کو زندگی ستمری یعنی باطلف و لذت۔ فی الواقع کھلی آنکھوں سے یہ بات نظر آتی ہے کہ ایسے لوگوں کا سا لطف و راحت بادشاہوں کو بھی میسر نہیں۔

نصل ۶: اس بیان میں کہ طاعت سے بارش ہوتی ہے مال بڑھتا ہے اولاد ہوتی ہے باغ پھلتا ہے نہروں کا پانی زیادہ ہوتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔ اِسْتَعْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ عَفُوًّا رَّحِيْمًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَیْكُمْ مَدْرَارًا وَّیُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَّیَجْعَلْ لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَّیَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهَارًا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم گناہ بخشو الو اپنے رب سے تحقیق وہ بڑے بخشنے والے ہیں، بھیجیں گے بارش تم پر بہتی ہوئی اور زیادہ کریں گے تمہارے اموال اور اولاد کو اور مقرر کریں گے تمہارے لیے باغ اور مقرر کریں گے تمہارے لیے نہریں۔

نصل ۷: اس بیان میں کہ ایمان لانے سے خیر اور برکتیں نصیب ہوتی ہیں، ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ یُدْفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ تعالیٰ دفع کر دیتے ہیں (یعنی تمام آفات و شرور کو) ان لوگوں سے جو ایمان لائے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ان کے لیے حامی و مددگار ہونا۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ وٰلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ مددگار ہیں ایمان والوں کے، فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں کو قوی رکھو قال اللہ تعالیٰ اِذْ یُوحِیْ رُبَّكَ اِلَی الْمَلَائِكَةِ اَتٰی مَعَكُمْ فَتَبٰتُوْا ا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس وقت کو یاد کرو جبکہ حکم فرماتے تھے تمہارے پروردگار فرشتوں کو کہ بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں، تم ثابت قدم رکھو ان لوگوں کو جو ایمان لائے سچی عزت عنایت ہونا۔ قال اللہ تعالیٰ وَاَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهِ وَاَلِلْمُؤْمِنِیْنَ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ کے لیے عزت اور ان کے رسول ﷺ کے لیے اور ایمان والوں کے لیے۔ مراتب بلند ہونا۔ قال اللہ تعالیٰ یَرَفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ یعنی اللہ تعالیٰ مراتب بلند کریں گے ان لوگوں کے جو ایمان لائے تم میں سے۔ دلوں میں اس کی محبت پیدا ہو جانا۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَّهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے بہت جلد پیدا کر دیں گے اللہ تعالیٰ ان کی محبت، ایک حدیث میں بھی یہی مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں اول فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ فلاں شخص سے محبت کرو، پھر دنیا میں منادی کی جاتی ہے فِیْوَضَّعْ لَهٗ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ۔ یعنی مقرر کی جاتی ہیں اس کے لیے قبولیت دنیا میں اس کی قبولیت کا یہاں تک اثر ہوتا ہے کہ حیوانات و جمادات تک اس شخص کی اطاعت کرنے لگتے ہیں۔

تو ہم گردن از حکم داد رپیچ کہ گردن نہ پیچدز حکم تو پیچ

قرآن مجید کا اس کے حق میں شفا ہونا قال اللہ تعالیٰ قُلْ هُوَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدٰی وَّشَفَاءٌ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہہ دیجیے کہ وہ قرآن ایمان والوں کے لیے ہدایت و شفا ہے، اسی طرح ایمان سے تمام بھلائیاں اور نعمتیں میسر ہوتی ہیں، نصوص فضائل میں تتبع کرنے سے اس دعوے کی تصدیق ہو سکتی ہے۔

نصل ۸: اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے مالی نقصان کا تدارک ہو جاتا ہے اور نعم البدل مل جاتا ہے قال اللہ تعالیٰ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰی اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَیْرًا یُّؤْتِیْكُمْ خَیْرًا مِّمَّا اُخِذَ مِنْكُمْ وَّیَغْفِرْ لَكُمْ وَاَللّٰهُ عَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے نبی ﷺ کہہ دیجیے ان قیدیوں سے جو آپ کے قبضے میں ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان معلوم کریں گے تو جو مال تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو عنایت کر دیں گے اور تمہارے گناہ بھی بخش دیں گے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے بڑے مہربانی ہیں۔

ز۔ یہ آیت بدر کے قیدیوں کے حق میں اتری جن سے بطور فدیہ کے کچھ مال لیا گیا تھا ان سے وعدہ ٹھہرا کہ اگر تم سچے دل سے ایمان لاؤ گے تو تم کو پہلے سے بہت زیادہ مل جائیگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نصل ۹: اس بیان میں کہ طاعت میں مال خرچ کرنے سے مال بہت بڑھتا ہے قال اللہ تعالیٰ دَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنْ زَكٰوٰةٍ تَرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَا وَلِیْكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو کچھ تم زکوٰۃ دیتے ہو جس سے محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے ہو۔ پس یہ لوگ دُونا کرنے والے ہیں یعنی مال کو دنیا میں اور اجر کو آخرت میں۔

نصل ۱۰: اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے قلب میں ایک راحت وطمینان پیدا ہو جاتا ہے جس کی لذت کے روبرو ہفت اقلیم کی راحت سلطنت گرو ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگاہ ہو جاؤ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل، قال العارف الشیرازی رحمۃ اللہ علیہ۔

بفرغ دل زمانے نظر مہاروئے بہ از اں کہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے ہوئے

ایک اور بزرگ نے سنجر بادشاہ ملک نیروز کو اس کے خط کے جواب میں لکھا تھا۔

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد
در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم
زاتگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب
من ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر جنتی لوگ ایسے حال میں ہیں جس حال میں ہم ہیں تب تو وہ بڑے مزیدار عیش میں ہیں، دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ افسوس یہ غریب دنیا دار دنیا سے رخصت ہو گئے نہ انھوں نے عیش دکھانہ مزہ، تیسرے صاحب فرماتے ہیں کہ اگر بادشاہ ہماری لذت سے واقف ہو جاویں تو مارے رشک کے ہم پر تیغ رانی کرنے لگیں کبھی یہاں تک اس لذت کا غلبہ ہو جاتا ہے کہ اس کو جنت پر ترجیح دیتے ہیں بلکہ لذت قریب کے رہتے دوزخ میں جانے پر راضی ہو جاتے ہیں اور جو یہ لذت نہیں تو جنت کو ہیچ قرار دیتے ہیں، قال العارف الرومی۔

ہر کجا لبر بود خرم نشیں!
ہر کجا یوسف رنے باشد چوماہ
فوق گردوں است نے قعر زمیں
جنت ست آں گر چہ باشد قعر چاہ
بے تو جنت دوزخ است اے جانفرا
بے تو جنت دوزخ است اے دلربا

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ لذت کس غضب کی ہوگی۔

نصل ۱۲: اس بیان میں کہ طاعت کی برکت سے اس شخص کی اولاد تک کو نفع پہنچتا ہے قال اللہ فی قصۃ الخضر علیہ السلام وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَتْ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ۔ یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے جو وہ دیوار بلا اجرت درست کر دی وہ یتیم بچوں کی تھی جو شہر میں رہتے تھے اور اس دیوار کے نیچے ان کا ایک خزانہ گڑا ہے اور ان کا باپ بزرگ آدمی تھا پس خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ یہ دونوں اپنی جوانی پر پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں، یہ بوجہ مہربانی کے ہے تمہارے پروردگار کی طرف سے۔ اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ان لڑکوں کے مال کی حفاظت کا حکم خضر علیہ السلام کو اس سبب سے ہوا کہ ان کا باپ نیک آدمی تھا سبحان اللہ! نیلو کاری کے آثار نسل میں بھی چلتے ہیں، آج کل لوگ اولاد

کے لیے طرح طرح کے سامان جائیداد روپیہ وغیرہ وغیرہ چھوڑنے کی فکر میں رہتے ہیں، سب سے زیادہ کام کی جائیداد یہ ہے کہ خود نیک کام کریں کہ اس کی برکت سے اولاد سب بلاؤں سے محفوظ رہے۔

نصل ۱۳: اس بیان میں کہ طاعت سے زندگانی میں غیبی بشارتیں نصیب ہوتی ہیں، قال اللہ تعالیٰ آلا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَآخَوْفٌ، عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کچھ ڈر ہے نہ وہ مغموم ہونگے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے ان کے لیے خوشخبری ہے زندگانی دنیا میں اور آخرت میں۔ حدیث شریف میں اس کی تفسیر وارد ہوئی ہے کہ بُشری سے مراد اچھا خواب ہے جس سے دل خوش ہو جاوے مثلاً خواب میں دیکھا کہ بہشت میں چلا گیا یا اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوا یا اس طرح کا اور خواب دیکھ لیا جس سے امید کو قوت اور قلب کو فرحت ہو گئی۔

نصل ۱۴: اس بیان میں کہ طاعت سے فرشتے مرتے وقت خوشخبری سناتے ہیں، قال اللہ تعالیٰ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَ أَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ۔ نَحْنُ أَوْلِيُّكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْآخِرَةِ۔ وَ لَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ نُزُلًا مِّنْ عَفْوٍ رَّحِيمٍ۔ یعنی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارے رب اللہ تعالیٰ ہیں پھر وہ مستقیم رہے اترتے ہیں ان لوگوں پر فرشتے (یعنی وقت مرنے کے جیسا مفسرین نے فرمایا) کہ تم نہ خوف کرو نہ غم کرو اور بشارت سنو بہشت کی جس کا تم وعدہ کیے جاتے تھے، ہم تمہارے حامی و مددگار ہیں زندگانی دنیا میں اور آخرت میں اور بہشت میں وہ چیزیں ہیں جو خواہش کریں گے تمہارے نفس اور تمہارے لیے اس میں وہ چیزیں ہیں جو تم مانگو گے بطور مہمانی کے بخشنے والے مہربانی کی طرف سے۔ دیکھئے اس آیت میں حسب تفسیر محققین مذکور ہے کہ مرتے وقت فرشتے کیا کیا خوشی کی باتیں سناتے ہیں۔

نصل ۱۵: اس بیان میں کہ بعض طاعات سے حاجب روائی میں مدد ملتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مدد چاہو یعنی اپنے حوائج میں کما قالہ المفسرون صبر اور نماز سے، حدیث شریف میں اس استعانت کا ایک خاص طریق وارد ہوا ہے، امام ترمذی نے حضرت عبد اللہ ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول ﷺ نے جس شخص کو کسی قسم کی حاجت ہو اللہ تعالیٰ سے یا آدمی

سے، اس کو چاہیے کہ اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی شاکہ مثلًا سورہ فاتحہ پڑھ کے اور نبی ﷺ پر درود شریف بھیجے پھر یہ دعا پڑھے لآلِهِ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَسَلَامَةٍ مَنْ كُلِّ إِثْمٍ لَأَتَدَعُ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضَى إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

نصل ۱۶: اس بیان میں کہ بعض طاعات کا یہ اثر ہے کہ کسی معاملے میں یہ تردد کہ کیونکر کرنا بہتر ہو گارفع ہو جاتا ہے اور اسی جانب رائے قائم ہو جاتی ہے جس میں سراسر نفع و خیر ہی ہو احتمالِ ضرر بالکل نہیں رہتا گویا اللہ تعالیٰ سے مشورہ مل جاتا ہے۔ امام بخاری نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول ﷺ نے جب تم کو کسی کام میں تردد ہو یعنی سمجھ میں نہ آتا ہو کہ کس طرح کرنا بہتر ہو گا مثلاً کسی سفر کی نسبت تردد ہو یعنی اس میں نفع ہو گا یا نقصان، اسی طرح اور کسی کام میں تردد ہو تو دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھو اللھمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَفْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَانِّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوبِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ۔ اور ایک^۱ روایت میں بجائے فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ کے یہ الفاظ ہیں عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاَجِلِہِ فَاَقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ۔ یہاں بھی وہی دوسری روایت ہے جو اوپر مذکور ہوئی فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاَصْرِفْنِیْ عَنِّہُ وَاَقْدِرْ لِیْ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہِ اِسْمِہُ کَانَ لَیْسَ لَیْہُ عَیْبٌ۔ یعنی بجائے ہذا الامر کے کہے مثلاً ہذا السفر یا ہذا النکاح یا مثل اس کے۔

نصل ۱۷: بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ اس سے تمام مہمات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ فرمالتے ہیں، ترمذی نے ابو الدرداء و ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حکایت فرمائی رسول ﷺ نے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا اے ابن آدم! میرے لیے شروع دن میں چار رکعت پڑھ لیا کر، میں ختم دن تک تیرے سارے کام میں بنادیا کروں گا۔

نصل ۱۸: بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ مال میں برکت ہوتی ہے، حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول ﷺ نے اگر سچ بولیں بائع مشتری، اور ظاہر کر دیں اپنے مال کی حالت برکت ہوتی ہے دونوں کے لیے ان کے معاملے میں، اگر پوشیدہ رکھیں اور جھوٹ بولیں، محو ہو جاتی ہے برکت دونوں کیلئے معاملہ کی، روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

نصل ۱۹: دینداری سے بادشاہی باقی رہتی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ سنائیں نے رسول ﷺ سے کہ یہ امر خلافت و سلطنت ہمیشہ قریش میں رہے گا۔ جو شخص ان سے مخالفت کریگا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل گرا دے گا جب تک کہ وہ لوگ دین کو قائم رکھیں۔

نصل ۲۰: بعض طاعات مالیہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ بھگھتا ہے اور بری حالت میں پر موت نہیں آتی، ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ارشاد فرمایا رسول ﷺ نے کہ صدقہ بھجاتا ہے پروردگار کے غصہ کو اور دفع کرتا ہے بری موت کو یعنی جس میں خواری و فضیحتی ہو یا خاتمہ برا ہو، نعوذ باللہ۔

نصل ۲۱: دعا سے بلا ٹلتی ہے اور نیکی کرنے سے عمر بڑھتی ہے۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول ﷺ نے نہیں ہٹاتی قضا کو مگر دعا اور نہیں بڑھاتی عمر کو مگر نیکی روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

نصل ۲۲: سورہ یٰسین پڑھنے سے تمام کام بن جاتے ہیں عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص سورہ یٰسین پڑھے شروع دن میں، پوری کی جاویں گی اس کی تمام حاجتیں، روایت کیا اس کو دارمی نے۔

نصل ۲۳: سورہ واقعہ پڑھنے سے فاقہ نہیں ہوتا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول ﷺ نے جو شخص کہ سورہ واقعہ پڑھا کرے ہر شب میں نہ پہنچے گا اس کو فاقہ کبھی، روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

^۱ یہ حدیثیں مشکوٰۃ شریف سے نقل کی گئی ہیں۔

^۲ پڑھنے والے کو اختیار ہے جو نفل چاہے پڑھے یا دل میں سوچ لے۔

^۱ اس حدیث سے سے تقدیر کا انکار لازم نہیں آتا یہ اثر بھی تقدیر سے ہے۔ ۱۲ منہ

نصل ۲۳: ایمان کی برکت سے تھوڑے کھانے میں آسودگی ہو جاتی ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کھانا بہت کھایا کرتا تھا، پھر وہ مسلمان ہو گیا تو تھوڑا کھانے لگا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں اس کا ذکر ہوا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنت میں۔ روایت کیا اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے۔

نصل ۲۵: بعض دعاؤں کی یہ برکت ہے کہ بیماری لگنے یا اور بلا پہنچنے کا خوف نہیں رہتا۔ حضرت عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول ﷺ نے جو شخص کسی مبتلائے غم یا مرض کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَاقَبَانِي مَمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفَضِيْلًا۔ سو وہ ہرگز اس شخص کو نہ پہنچے گی خواہ کچھ ہی ہو، روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

نصل ۲۶: بعض دعاؤں میں یہ برکت ہے کہ فکریں زائل ہو جاتی ہیں اور قرض ادا ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول ﷺ! مجھ کو بہت سے افکار اور قرض نے گھیر لیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا، تجھ کو ایسا کلام نہ بتلا دوں کہ اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تیری ساری فکریں دور کر دے اور تیرا قرض بھی ادا کر دے، اس شخص نے عرض کیا بہت خوب فرمایا صبح و شام یہ کہا کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ غَلْبَةِ الدِّيْنِ وَفَهْرِ الرُّجَالِ۔ اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے یہی کیا سو میری ساری غم و فکریں بھی جاتی رہیں اور قرض بھی ادا ہو گیا روایت کیا ابو داؤد نے۔

نصل ۲۷: بعض دعا ایسی ہے کہ سحر وغیرہ کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے۔ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چند کلمات کہ اگر میں نہ کہتا رہتا، یہود مجھ کو گدھا بنا دیتے، کسی نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں انہوں نے یہ بتلائے اَعُوْذُ بِوَجْهِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ لَيْسَ شَيْءٌ اَعْظَمُ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يَجَاوِزُ هُنَّ بَرْوً وَّلَا فَاَجِرُ وَّ بِاَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وِرْآ وَاَبْرًا۔ روایت کیا اس کو مالک نے۔

اسی طرح طاعات میں اور بے شمار فوائد و منافع ہیں جو قرآن شریف و حدیث شریف میں اور روزانہ معاملات میں غور کرنے سے سمجھ میں آسکتے ہیں اور ہم تو کھلی آنکھوں دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور

رسول ﷺ کے فرمانبردار ہیں ان کی زندگی ایسی حلاوت و لطف سے بسر ہوتی ہے کہ اس کی نظیر امراء میں نہیں ملتی، ان کے قلیل میں برکت ہوتی ہے، ان کے دلوں میں نورانیت ہوتی ہے جو اصلی سرمایہ سُرو ہے۔ یا الہی سب کو اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائیے اور اپنی رضا مندی و قرب نصیب فرمائیے۔

تیسرا باب

”اس بیان میں کہ گناہ میں اور سزائے آخرت میں کیسا قوی تعلق ہے۔“

جاننا چاہیے کہ کتاب و سنت اور کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اس عالم دنیا کے دو عالم اور ہیں ایک کو برزخ اور دوسرے کو عالم غیب کہتے ہیں اور ہماری مراد آخرت سے مفہوم عام ہے دونوں کو شامل ہے تو جس وقت آدمی کوئی عمل کرتا ہے تو فوراً عالم برزخ میں منعکس ہو کر چھپ جاتا ہے اور اس وجود پر کچھ آثار بھی مرتب ہوتے ہیں، اس عالم کا نام قبر بھی ہے پھر انہیں اعمال کا ایک وقت میں کامل ظہور ہو گا جس کو یوم حشر و نشر کہتے ہیں، سو ہر عمل کے مراتب و جودی تین ہوئے، صدور ظہور مثالی، ظہور حقیقی، اس مضمون کو فونو فون سے سمجھنا چاہیے۔ جب آدمی کوئی بات کرتا ہے اس کے تین مراتب ہوتے ہیں، ایک مرتبہ یہ کہ وہ بات منہ سے نکلی، دوسرا مرتبہ یہ کہ فوراً فونو فون میں وہ الفاظ بند ہو گئے، تیسرا مرتبہ یہ کہ جب اس سے آواز نکالنا چاہیں وہی آواز بعینہ پیدا ہو جاوے سو منہ سے نکلنا عالم دنیا کی مثال ہے اس میں بند ہونا عالم برزخ کی، پھر اس سے نکلنا عالم غیب کی، سو جیسا کوئی عاقل شک نہیں کرتا کہ الفاظ منہ سے نکلتے ہی فونو فون میں بند ہو جاتے ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کرتا کہ نکالنے کے وقت وہی بات نکلے گی جو اول منہ سے نکلی تھی۔ اس کے خلاف نہ نکلے گی، اسی طرح مؤمن کو اس میں شک نہ چاہیے کہ جس وقت کوئی عمل اس سے صادر ہوتا ہے فوراً وہ عالم مثال میں منقش

ہوتا ہے اور آخرت میں اس کا ظہور ہو گا اس بنا پر یقین ہو گیا کہ آخرت¹ کا سلسلہ بالکل ہماری اختیاری حالت پر مبنی ہے کوئی وجہ مجبوری کی نہیں۔ جیسے فوٹوفون کے قریب ومحاذات کے وقت ایک ایک بات کا خیال رہتا ہے کہ میرے منہ سے کیا نکل رہا ہے، کوئی ایسی بات نکل جاوے جس کا اظہار میں اس شخص کے روبرو پسند نہیں کرتا جس کے سامنے یہ فوٹوفون بعد میں کھولا جاوے گا اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس وقت مجال انکار نہ ہوگی کیونکہ اس آلہ کا یہ یقینی خاصہ ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کہا کچھ اور بند ہو گیا اور کچھ اسی طرح صدور اعمال کے وقت اس امر کا خیال رہنا چاہیے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں کہیں جمع ہوتا ہے اور بلا کی بیشی ایک روز کھل پڑے گا اور اس وقت کوئی عذر حیلہ احتمال کی بیشی کا نہ چل سکے گا اور اگر یہ خیال غالب ہو جاوے تو گناہ کرنے سے ایسا اندیشہ ہو جیسا فوٹوفون کے روبرو گالیاں دینے سے جبکہ یہ یقین ہو کہ بادشاہ کے روبرو کھولا جاوے گا اور میں بھی اس وقت حاضر ہوں گا یا دوسری موٹی مثال سمجھ، درخت پیدا ہونے میں تین مرتبے ہیں، اول تخم ڈالنا، دوسرے اس کا زمین سے نکلنا تیسرے بڑا ہو کر پھل پھول لگنا سو عاقل سمجھتا ہے کہ درخت کا نکلنا اور اس میں پھل پھول آنا ابتدائی کارخانہ نہیں ہے اسی تخم پاشی پر مبنی ہے اسی طرح دنیا میں عمل کرنا بمنزلہ تخم پاشی کے ہے اور آثار برزخی کا ظاہر ہونا بمنزلہ درخت نکلنے کے ہے۔ آثار آخرت کا ظاہر ہونا اس میں پھل پھول لگانا ہے، ثمرات برزخ و آخرت بالکل انھیں اعمال اختیار یہ پر مبنی ٹھیرے جیسا جو بو کر کبھی توقع نہیں ہوتی کہ گیہوں پیدا ہو گا اسی طرح اعمال بدر کے کیوں توقع ہوتی ہے کہ ثمرات نیک شاید ہم کو مل جاویں، اسی مقام سے یہ مضمون سمجھ میں آ گیا ہو گا

الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ۔ ایک بزرگ کا قول ہے۔

گندم از گندم بر وید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو

اور جس طرح تخم جو اور درخت جو میں مماثلت نہیں ہوتی مگر معنوی مناسبت یقینی ہے جس کو اہل نظر سمجھتے ہیں اسی طرح اعمال اور جزا میں خفی مناسبت ہے جس کے سمجھنے کے لیے بصیرت کی ضرورت ہے۔

باقی جس طرح درخت جو کے پہنچانے والوں کا قول قابل اعتبار سمجھا جاتا ہے اور ان سے اس حکم میں منازعت نہیں کی جاتی خواہ مناسبت سمجھ میں آوے یا نہ آوے، اسی طرح ثمرات اعمال کو پہچان کر بتلانے والوں کا (یعنی انبیاءوں اور اولیاءوں کا) ارشاد واجب القبول ہے خواہ مناسبت سمجھ میں آوے یا نہ آوے۔ ہم بعض اعمال کے ثمرات جو موت کے بعد پیش آویں گے خواہ برزخ میں یا آخرت میں، ذکر کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ کارخانہ بعد الموت ابتدائی کارخانہ نہیں بلکہ اسی کارخانہ پر مرتب و مسبب ہے، اس کے بعد بعض اہل معانی کے اقوال سے بعض اعمال و ثمرات کی مناسبت کو تمثیلاً ذکر کریں گے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ وہاں جو کچھ ہے یہاں کا ظہور اور تمثیل ہے اور یہ ارشادات سمجھ میں آجائیں۔ مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ۔ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ۔ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔ وَقَوْلُهُ تَعَالَىٰ - وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَ كَفَىٰ بِنَا حَسِيبِينَ۔ وَقَوْلُهُ تَعَالَىٰ - وَيَقُولُونَ يُؤْتِيَنَا مَالٍ هَذَا الْكِنْبِ لَا يُعَادِرُ صَغِيرَةً ۖ وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ۖ وَ وَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَ لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا۔ وَقَوْلُهُ تَعَالَىٰ - يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۖ وَ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا۔ وَقَوْلُهُ تَعَالَىٰ - يُنَبِّئُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْآخِرَةِ۔ وَغَيْرُهَا مِنَ الْآيَاتِ۔

نصل: بعض اعمال کے آثار برزخیہ میں جس سے ان اعمال کی صورت مثالیہ منکشف ہوگی، امام بخاری¹ نے بروایت سمرہ بن جندب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ اکثر صحابہ سے دریافت فرماتے کہ تم نے شب کو کوئی خواب تو نہیں دیکھا، جو شخص کوئی خواب عرض کرتا آپ اس کی تعبیر ارشاد فرماتے، اسی طرح حسب معمول ایک روز صبح کے وقت ارشاد فرمایا کہ آج رات ہم نے ایک خواب دیکھا

¹ یہ حدیث خواب کانی سے نقل ہے ۱۲ منہ۔

¹ اور یہ شب نہ ہو کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی جنت ایک باشت رہ جاتی ہے پھر تقدیر غالب آتی ہے اور یہ شخص دوزخی ہو جاتا ہے اسی طرح دوزخی سے جنتی، اس سے توصاف مجبوری معلوم ہوتی ہے جو اب یوں سمجھو کہ یہ غلبہ تقدیر کا تو تمام امور اختیار یہ میں واقع ہوا کرتا ہے بعض اوقات خوب علاج کرتے ہیں اور غلبہ و تقدیر سے مراد مر جاتا ہے مگر پھر بھی صحت کو علاج پر مرتب سمجھ کر چھوڑ نہیں دیتے، اصل یہ ہے کہ اعتبار اکثری معاملات کا ہوتا ہے، اتفاق شاذہ پر حکم نہیں لگایا جاتا۔ سو یہ صورت اتفاقی ہے ورنہ اکثر جنتی سے جنت کے اعمال دوزخی سے دوزخ کے اعمال سرزد ہوتے ہیں قال اللہ تعالیٰ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۖ

اس سے بڑا اور خوبصورت درخت کبھی میں نے نہیں دیکھا ان دونوں شخصوں نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھو۔ ہم اس پر چڑھے تو ایک شہر ملا کہ اس کی عمارت میں ایک ایک اینٹ سونے کی ایک ایک اینٹ چاندی کی لگی ہے۔ ہم شہر کے دروازے پر پہنچے اور اس کو کھلو ایا وہ کھول دیا گیا۔ ہم اسکے اندر گئے ہم کو چند آدمی ملے جن کا آدھا بدن ایک طرف کا تو نہایت خوبصورت اور آدھا بدن نہایت بد صورت تھا۔ وہ دونوں شخص ان لوگوں سے بولے جاؤ اس نہر میں گر پڑو، اور وہاں ایک چوڑی نہر جاری ہے پانی سفید ہے جیسا دودھ ہوتا ہے، وہ لوگ جا کر اس میں گر گئے پھر ہمارے پاس جو آئے تو بد صورت بالکل جاری رہی۔ پھر ان دونوں شخصوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنتِ عدن ہے اور دیکھو تمہارا گھر وہ رہا میری نظر جو اوپر بلند ہوئی تو ایک محل ہے جیسا سفید بادل کہنے لگے یہی تمہارا گھر ہے میں نے دونوں سے کہا اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے، مجھ کو چھوڑ دو میں اس کے اندر چلا جاؤں کہنے لگے ابھی نہیں بعد میں جاؤ گے میں نے ان سے کہا آج رات بھر بہت عجیب تماشے دیکھے آخر یہ کیا چیزیں تھیں؟ وہ بولے ہم ابھی بتلاتے ہیں، وہ جو شخص تھا جس کا سر پتھر سے چکلتا دیکھا وہ ایسا شخص ہے جو قرآن مجید حاصل کر کے اس کو چھوڑ کر فرض نماز سے غافل ہو کر سو رہتا تھا اور جس شخص کے کلمے اور نعتیں اور آنکھ گدی سے چیرتے دیکھا یہ ایسا شخص ہے کہ صبح کو گھر سے نکلتا اور جھوٹی باتیں کیا کرتا جو دور پہنچ جاتیں اور جو ننگے مرد عورت تنور میں نظر آئے یہ زنا کرنے والے مرد عورت ہیں اور جو شخص نہر میں تیرتا تھا اور اس کے منہ میں پتھر بھرے جاتے تھے یہ سود خوار ہے اور وہ جو بد شکل آدمی آگ جلاتا ہوا اور اس کے گرد دوڑتا ہوا دیکھا وہ مالک داروغہ دوزخ کا ہے اور جو دراز قامت شخص باغ میں دیکھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو بچے ان کے آس پاس دیکھے یہ وہ بچے ہیں جن کو فطرت پر موت آگئی کسی مسلمان نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ! مشرکین کے بچے بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں مشرکین کے بچے بھی اور وہ جو لوگ تھے جن کا نصف بدن خوبصورت اور نصف بدن بد صورت تھا، یہ وہ لوگ ہیں کہ کچھ عمل نیک کیے تھے اور کچھ بد کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا، فقط۔

اس حدیث سے ان اعمال کے آثار واضح ہوئے اور مناسبتیں گو خفی ہیں مگر ذرا تاہل سے سمجھ میں آسکتی ہیں۔ مثلاً جھوٹ بولنے اور کلمے چیرے جانے میں مناسبت ظاہرہ اور زنا کرنے سے جو آتش شہوت تمام بدن میں

ہے، دو شخص میرے پاس آئے مجھ کو اٹھا کر کہا چلو، میں ان کے ساتھ چلا۔ ایک شخص پر ہمارا گزر ہوا کہ وہ لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص اس کے پاس ایک پتھر لیے کھڑا ہے اور اس کے سر پر زور سے مارتا ہے جس سے اس کا سر کچل جاتا ہے اور پتھر آگے کو لڑھک جاتا ہے، وہ جا کر پتھر کو پھر اٹھلاتا ہے اور یہ ابھی لوٹنے نہیں پاتا کہ اس کا سر اچھا ہو جاتا ہے جیسا پہلے تھا، وہ آخر پھر اسی طرح کرتا ہے میں نے ان دو شخصوں سے تعجباً کہا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ انھوں نے کہا چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک شخص پر گزر ہوا، جو پتھر لیے کھڑا ہے اور دوسرا شخص اس کے پاس لوہے کا زنبور لیے کھڑا ہے اور اس لیٹے ہوئے شخص کے منہ کے ایک جانب آکر اس کا کلمہ اور نتھنا اور آنکھ گدی تک چیرتا چلا جاتا ہے پھر دوسری طرف آکر اسی طرح کرتا ہے۔ اور اس جانب سے فارغ نہیں ہونے پاتا کہ وہ جانب اچھی ہو جاتی ہے، پھر اس طرف جا کر اسی طرح کرتا ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ کہنے لگے چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک تنور پر پہنچے، اس میں بڑا شور غل ہو رہا ہے ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں بہت سے مرد عورت ننگے ہیں اور ان کے نیچے سے ایک شعلہ آتا ہے، جب وہ ان کے پاس پہنچتا ہے، اس کی قوت سے یہ بھی اونچے اٹھ جاتے ہیں میں نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ وہ دونوں بولے چلو چلو ہم آگے چلے، ایک نہر پر پہنچے کہ خون کی طرح لال تھی اور اس نہر کے اندر ایک شخص تیر رہا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک اور شخص ہے اس نے بہت سے پتھر جمع کر رکھے ہیں وہ شخص تیرتا ہوا ادھر کو آتا ہے یہ شخص اس کے منہ پر ایک پتھر کھینچ کر مارتا ہے۔ جس کے صدمہ سے پھر وہ اپنی جگہ پر پہنچ جاتا ہے پھر وہ تیر کر نکلتا ہے، یہ شخص پھر اسی طرح اس کو ہٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ دونوں کون ہیں؟ کہنے لگے چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک شخص پر گزر ہوا کہ بڑا ہی بد شکل ہے کہ کبھی ایسا کوئی نظر سے نہ گزرا ہو گا اور اس کے سامنے آگ ہے اس کو جلا رہا ہے اور اسکے گرد پھر رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ کہنے لگے چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک گنجان باغ میں پہنچے جس میں ہر قسم کے بھاری اشگو فے تھے اور اس باغ کے درمیان ایک شخص نہایت دارز قد جس کا سر اونچائی کے سبب دکھائی نہیں پڑتا، بیٹھے ہیں اور ان کے آس پاس بڑی کثرت سے بچے جمع ہیں۔ میں نے پوچھا یہ باغ کیا ہے اور یہ لوگ کون ہیں؟ کہنے لگے چلو چلو ہم آگے چلے۔ ایک عظیم الشان درخت پر پہنچے کہ

پھیل جاتی ہے اس میں اور آتش عقوبت کے محیط ہو جانے میں مناسبت ظاہر ہے اور زنا کے وقت برہنہ ہو جاتے ہیں اور جہنم میں برہنہ ہو جانا، اس میں مناسبت ظاہر ہے علیٰ ہذا القیاس، سب اعمال کو اسی طرح سوچ لینا چاہیے۔

نصل ۱۲: جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ سانپ کی شکل بن کر اس کے گلے میں بطور طوق کے ڈالا جاوے گا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول ﷺ نے نہیں ہے کوئی شخص جو نہ دیتا ہو زکوٰۃ اپنے مال کی مگر یہ کہ ڈال دیں گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گلے میں ایک اڑدہا۔ پھر آپ نے اسکی تائید کے لیے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا أَنْتُهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخُلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْاٰیة روایت کیا اس کو ترمذی علیہ الرحمۃ نے۔

نصل ۱۳: بد عہدی بشکل جھنڈے کے متمثل ہو کر قیامت کے دن موجب رسوائی ہوگی، عمرؤ سے روایت ہے کہ میں نے سنار رسول سے جو شخص پناہ دیوے کسی شخص کو اس کی جان پر پھر اس کو قتل کر دے، دیا جاویگا اس کو جھنڈا اس کی پشت پر گاڑ کر پکا جاویگا۔ هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ۔ یعنی یہ فلاں شخص کی بد عہدی ہے۔

نصل ۱۴: چوری اور خیانت جس چیز کی ہوگی وہی آگہ تعذیب ہو جائیگی، ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سرور عالم ﷺ کے واسطے ایک غلام ہدیہ میں بھیجا اس کا نام مد عم تھا وہ مد عم حضور ﷺ کا کچھ اسباب اتار رہا تھا کہ دفعۃً اس کے ایک تیر آکر لگا جس کا مارنے والا معلوم نہ ہوا، لوگوں نے کہا کہ بہشت اس کو مبارک ہو، آپ نے فرمایا ہرگز ایسا مت کہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ جو مکملی اس نے یوم خیبر میں لے لی تھی تقسیم نہ ہونے پائی تھی وہ آگ بن کر اس پر مشتعل ہو رہی ہے۔ جب لوگوں نے یہ مضمون سنا، ایک شخص جو تے کا ایک یادو تسمے واپس کرنے کو لایا آپ نے فرمایا (اب کیا ہوتا ہے) یہ ایک تسمہ یادو تسمہ تو آگ کا ہے، روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

نصل ۱۵: غیبت کرنے کی صورت مثالی مردہ بھائی کے گوشت کھانے کی، قال اللہ تعالیٰ وَلَا يَخْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا يَحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ آخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ الْاٰیة۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ نہ

غیبت کرے کوئی تم میں سے کسی کی، کیا پسند کرتا ہے کوئی تم میں سے یہ کہ کھاوے گوشت اپنے بھائی کا جبکہ وہ مرا ہو، ضرور اس کو تو ناپسند کر دے گے فقط، اس وجہ سے غیبت خواب میں اسی شکل میں نظر آتی ہے۔

نصل ۱۶: اہل معانی کے اقوال سے بعض چیزوں کی صورت مثالیہ کے بیان میں، محققین نے فرمایا ہے، کہ ہر خصلت ذمیمہ کو ایک جانور کے ساتھ خصوصیت خاصہ ہے، جس شخص میں وہ خصلت غالب ہو جاتی ہے، عالم مثالی میں اس شخص کی شکل (اس جانور کی سی ہو جاتی ہے، ام سابقہ میں وہ شکل اسی عالم میں ظاہر ہو جاتی تھی، اس امت کو اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں رُسا ہونے سے محفوظ رکھا لیکن دوسرے عالم میں وہ شکل بن جاتی ہے۔ قیامت کے روز اس کا ظہور ہو گا اور اہل کشف کو یہاں ہی مشکوف ہو جاتی ہے، سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر فرمائی ہے۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَلُكُمْ۔ یعنی نہیں کوئی جانور چلنے والا زمین پر اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے بازوؤں سے اڑتا ہے مگر وہ سب جماعتیں ہیں مثل تمہارے، سفیان کہتے ہیں کہ بعض لوگ درندوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں بعض کتوں کے اور سوروں اور گدھوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں، بعض بناؤ سنگار کر کے طاؤس کے مشابہ بنتے ہیں۔ بعض پلید ہوتے ہیں مثل گدھے کے، بعض خور پرور ہوتے ہیں مثل مرغی کے، بعض کینہ ور ہوتے ہیں مثل اونٹ کے بعض مشابہ مکھی کے ہوتے ہیں بعض مشابہ لومڑی کے فقط۔ امام ثعلبی نے فَتَاتُونَ أَفْوَجًا کی تفسیر میں کہا ہے کہ قیامت میں لوگ مختلف صورتوں میں محشور ہوں گے، جس جانور کی عادت طبیعت پر غالب ہوگی قیامت میں اسی کی شکل بن جاوے گی۔

نصل ۱۷: بعض اعمال کی صورت مثالیہ کی تحقیق حضرت مولوی روم علیہ الرحمۃ کے قول سے۔

چوں سبورے یار کو عے مرد کشت	شد دراں عالم سجد اور بہشت
چوں کہ پرید از دہانت حمد حق	مرغ جنت ساختن رب الفلق
حمد و تسبیح نماند مرغ را	ہم چون نطفہ مرغ بادست و ہوا
چوں زد دست رفت ایثار و زکوٰۃ	گشت این دست آن طرف نخل و نبات

آبِ صَبْرَتِ آبِ جَوْعَ غَلْدِ شَدِّ
ذوقِ طَاعَتِ گشتِ جَوْعَ اَنگِیَسِ
اِیْنَ سَبَبِهَا اَلْ اِثْرَ اِنْمَانِدِ
اِیْنَ سَبْتِ بَاجُوعِ بِهٖ فَرْمَانِ تُوْبُوْدِ
هَرِ طَرْفِ خَوَاهِیْ رُوَانِشِ مِیْ کَوْنِیْ
چُوْنَ مَنِیْ تُوْکِهٖ دَرِ فَرْمَانِ تَسْتِ
مِیْدُوْدِ دَرَامِرِ تُوْ فَرَزَنْدِ تُوْ
اَلْ صِفْتِ دَرَامِرِ تُوْبُوْدِ اِیْنَ جِهَانِ
اَنِ دَرِ خَتَاِیْنَ مَرْتَرَا فَرْمَانِ بَرَنْدِ
چُوْنَ بَا مَرْتَسْتِ اِیْنَ اِیْنَ صِفَاتِ
چُوْنَ زِدِ سَتِّ زَخْمِ بَرِ مَظْلُوْمِ رَسْتِ
چُوْنَ زِ خَشْمِ آتَشِ تُوْ دَرِ دِلْهَازِ دِیْ
اَتَشْتِ اِیْنَ چُوْ مَرْدَمِ سُوْزِ بُوْدِ
اَتَشِ تُوْ قَصْدِ مَرْدَمِ مِیْ کَنْدِ
اَنِ سَخْنِ هَا بَے چُوْ مَارُوْ کُزْدَمِ سَتِّ

رجوع بہ مطلب: آیات و احادیث و اقوال مذکورہ سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ آدمی جو کچھ عمل کرتا ہے اس کا وجود باقی رہتا ہے اور وہ ایک روز کھلنے والا قال اللہ تعالیٰ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ۔ وَ مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔ پس جنت دوزخ اپنے ہاتھوں آدمی لیتا ہے اور یہ تحقیق مسئلہ تقدیر کے مخالف نہیں ہے کیونکہ مسئلہ تقدیر میں یہ بات نہیں بتلائی گئی کہ کوئی شے بلا سبب ہو جاتی ہے، ہرگز ایسا نہیں بلکہ جو کچھ تقدیر میں ہوتا ہے اس کے اسباب اول جمع ہوتے ہیں پھر وہ امر واقع ہو جاتا ہے، مجملہ اسباب تو یہ دخول جنت و دوزخ کے اعمال حسنہ یا سیئہ ہیں، اسی لیے صحابہؓ نے جب اعمال کا فائدہ پوچھا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، اِعْمَلُوْا فَاكُلُوْا

مَيْسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ۔ یعنی عمل کرتے رہو کیونکہ ہر شخص کو وہی کام آسان ہے جس کے لیے وہ پیدا ہوا ہے
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَ اتَّقٰی۔ وَ صَدَقَ بِالْحُسْنٰی۔ فَسَنِيْسِرُهُ لِيْسِرٰی۔ وَ اَمَّا مَنْ بَخِلَ
وَ اسْتَعْتَنٰی۔ وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰی۔ فَسَنِيْسِرُهُ لِّلْعُسْرٰی۔ خلاصہ یہ کہ حبیباً یہاں کروے گے برزخ اور
قیامت میں اسی سے پردہ اٹھ جاوے گا۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ۔
الآیۃ۔ یا الہی ہم لوگوں کو فہم صحیح عطا فرمائیے اور اس قدر تیز کر نصیب کر دیجیے کہ گناہ کے وقت اس کی جزا پیش
نظر ہو جایا کرے پھر اس سے بچنے کی بھی توفیق عطا ہو۔ آمین

چوتھا باب

”اس بیان میں کہ طاعت کو جزائے آخرت میں کیسا کچھ دخل

و تاثیر ہے۔“

اس کی اجمالی تحقیق تو آغاز باب سوم سے اچھی طرح دریافت ہو چکی ہے۔ اس مقام پر صرف دو چار اعمال کی مثالی صورت دلائل سے لکھنا کافی معلوم ہوتا ہے۔

فصل ۱: سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کی صورت مثالی درخت کی سی ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول ﷺ نے ملاقات کی میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شب معراج میں، انھوں نے فرمایا کہ اے محمد (ﷺ) اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہیے اور خبر دیجئے کہ جنت ستھری مٹی والی شیریں پانی والی ہے اور اصل میں وہ صاف میدان ہے اور اسکے درخت سبحان اللہ والحمد للہ والا الہ اللہ واللہ اکبر ہیں۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

فصل ۲: سورہ بقرہ اور آل عمران کی صورت مثالی ٹکڑیوں بادل یا پرندوں کے ہے، نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول ﷺ سے، لایا جاویگا قرآن مجید کو قیامت کے دن اور قرآن

والوں کو جس اس پر عمل کرتے تھے، آگے آگے ہوگی اس کے سورہ بقرہ اور آل عمران جیسے دو بدکیاں ہوں سیاہ سا تباہ ہوں، ان کے بیچ میں ایک چمک ہوگی، وبقول محققین یہ چمک بسم اللہ کی ہے یا جیسے قطار باندھنے والے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہوں، جنت کریں گی دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے کی جانب سے، روایت کی اس کو مسلم نے۔

فصل ۳: سورہ قل ہو اللہ احمد کی صورت مثالی مثل قصر کے ہے، سعید المسیبؒ مرسلًا روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول ﷺ نے جو شخص قل ہو اللہ احد دس مرتبہ پڑھے اس کے لیے جنت میں ایک محل تیار ہوتا ہے اور جو چوبیس مرتبہ پڑے اس کے لیے دو محل تیار ہوتے ہیں اور جو تیس مرتبہ پڑھے اس کیلئے تین محل تیار ہوتے ہیں جنت میں۔ حضرت عمرؓ بولے قسم خدا کی یا رسول ﷺ! تب تو ہم اپنے بہت سے محل بنوا لیں گے، آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ فراغت و گنجائش والے ہیں۔ روایت کیا اس کو دارمی علیہ الرحمۃ۔

فصل ۴: عمل جاری کی صورت مثالی چشمہ کے مثل ہے، ام العلاء انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خواب میں ایک چشمہ جاری دیکھا اور یہ خواب حضور ﷺ سے عرض کیا، آپ نے فرمایا یہ ان کا عمل ہے۔ جو جاری ہوتا ہے ان کے لیے، روایت کیا اس کو بخاری نے۔

فصل ۵: دین کی شکل مثالی لباس کے ہے، ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول ﷺ نے، میں خواب میں تھا کہ لوگوں کو اپنے روبرو پیش ہوتے دیکھا کہ وہ کرتے پہننے ہیں، کسی کا کرتہ تو سینہ تک ہے کسی کا اس سے نیچے، حضرت عمرؓ جو پیش ہوئے وان کا کرتہ اتنا بڑا ہے کہ زمین پر گھسیٹتے چلتے ہیں، لوگوں نے عرض کیا یا رسول ﷺ! پھر آپ نے اس کی کیا تعبیر لی، آپ نے فرمایا دین۔

فصل ۶: علم کی شکل مثالی مثل دودھ کے ہے، ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ خواب میں میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اس سے پیا یہاں تک کہ اس کی سیرابی کا اثر اپنے

ناخنوں سے نکلتا پایا۔ پھر بچا ہوا حضرت عمرؓ کو دے دیا لوگوں نے عرض کیا پھر آپ نے اس کی کیا تعبیر لی، آپ نے فرمایا علم۔

فصل ۷: نماز کی شکل مثالی مثل نور کے ہے۔ عبد اللہ بن عمر بن العاص سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے نماز کا ذکر فرمایا ارشاد فرمایا کہ جو شخص محافظت کریگا نماز پر وہ نماز اس کے لیے قیامت کے دن نورانی اور برہان اور نجات ہوگی۔

فصل ۸: صراطِ مستقیم کی شکل مثالی مثل پل صراط کے ہے، امام غزالیؒ نے رسالہ^۱ حل مسائل غامضہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ پل صراط پر ایمان لانا برحق ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ پل صراط باریکی میں بال کے مانند ہے یہ تو اس کے وصف میں ظلم ہے بلکہ وہ تو بال سے بھی باریک ہے، اس میں اور بال میں کچھ مناسبت ہی نہیں جیسا کہ باریکی میں خط ہندسی کو جو سایہ اور دھوپ کے مابین ہوتا ہے نہ سایہ میں اس کا شمار ہے نہ دھوپ میں، بال کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں، پل صراط کی باریکی بھی خط ہندسی کے مثل ہے جس کا کچھ عرض نہیں کیونکہ وہ صراطِ مستقیم کی مثال پر ہے جو باریکی میں خط ہندسی کی مثل ہے اور صراطِ مستقیم اخلاق متضادہ کی وسط حقیقی سے مراد ہے جیسا کہ فضول خرچی اور بخل کے درمیان وسط حقیقی سخاوت ہے۔ تہور یعنی افراط قوت غضبی اور جبن یعنی بزدلی کے درمیان میں شجاعت، اسراف اور تنگی خرچ کے درمیان میں وسط حقیقی میانہ روی ہے۔ تکبر اور غایت درجہ کی ذلت کے درمیان میں تواضع، شہوت اور خمود کے درمیان میں عفت، کیونکہ ان صفتوں کی دو طرفیں ہیں ایک زیادتی دوسرے کمی، وہ دونوں مذموم ہیں افراط اور تفریط کے مابین وسط ہے وہ دونوں طرف کے نہایت دوری ہے اور وسط میانہ روی ہے نہ زیادتی کی طرف میں اور نہ نقصان کی طرف میں جیسا خطِ فاصل دھوپ اور سایہ کے مابین ہوتا ہے، نہ ساریہ میں ہے نہ دھوپ میں، جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے قیامت میں صراطِ مستقیم کو جو خط ہندسی کی طرح ہے جس کا کچھ عرض نہیں، ممثل کریں گے تو ہر انسان سے اس صراط پر استقامت کا مطالبہ ہوگا۔ پس جس شخص نے دنیا میں صراطِ مستقیم پر استقامت کی اور افراط و تفریط یعنی زیادتی و کمی کی دونوں جانبوں میں سے کسی جانب میلان نہ کیا وہ اس پل صراط پر برابر گزر جائے گا اور کسی طرف کو نہ جھکے گا

^۱ نقل من ترجمہ المسألة حقیقۃ روح انسانی ۱۲ منہ۔

کیونکہ اس شخص کی عادت دنیا میں میلان سے بچنے کی تھی، سو یہ اس کا وصفِ طبعی بن گیا اور عادتِ طبیعت کا خاصہ ہوتی ہے سو صراط پر برابر گزر جائیگا، اور ان دلائل سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ کارخانہ آخرت کا غیر منظم نہیں ہے کہ جس کو چاہا پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا، یوں مالکِ حقیقی کو سب اختیار ہے مگر عادت اور وعدہ یونہی ہے کہ جیسا کروے گے ویسا پاؤ گے، اسی لیے جابجا ارشاد فرمایا ہے وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ، اور ارشاد فرمایا ہے سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ۔ یعنی دوڑو طرفِ مغفرت پر دوڑو گار اپنے کے اور طرفِ جنت کے جس کی وسعت آسمان و زمین کے برابر ہے (یہ ہمارے سمجھانے کو فرمایا) سو اگر جنت میں داخل ہونا بالکل غیر اختیار ہے تو اس کی طرف دوڑنے کو کیسے حکم فرمایا ہے یعنی اس کے اسباب اختیار میں دیئے ہیں جن پر دخولِ جنت حسب وعدہ آئے مرتب ہو جاتا ہے اسی لیے بعد حکم مُسَابَقَتْ إِلَى الْجَنَّةِ كَمَا قَالُوا فِي الْفُرْقَانِ۔ اسباب و اعمال کے ان کے اختیار میں ہیں، چنانچہ ارشاد ہوا۔ أَعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَ الضَّرَّاءِ وَ الْكُظُمِينَ الْغَيْظِ وَ الْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَ اللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ وَ الَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَ مَن يَعْفُرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَ لَمْ يَصِرُوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَ هُمْ يَعْلَمُونَ۔ یعنی یہ جنت ایسے پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے جو خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں اور پی جانے والے ہیں غصہ کے اور معاف کر نیوالے ہیں لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کر گزرتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام یا ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر، فوراً یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور معافی مانگتے ہیں اپنے گناہوں کی اور سو

اللہ تعالیٰ کے گناہ کو بخشتا ہی کون ہے اور وہ لوگ اڑتے نہیں اس کام پر جو کیا انھوں نے وہ جانتے ہیں، دیکھئے اس آیت میں صَفَّ فرمایا کہ جنت الیسوں کے لیے ہے جن میں فلاں فلاں اوصاف ہیں اور یہ سب اوصاف اختیاری ہیں۔ اس کے بعد اور بھی صاف لفظوں میں بتلاتے ہیں کہ ان کاموں کے کرنے سے ضرور جنت مل ہی جاتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ أُولَئِكَ جَزَاءُ هُمْ مَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَ جَنَّتْ تَجْرِي مِّن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۗ وَ نَعَمَ أَجْرُ الْعَمِلِينَ۔ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ شے محبوب کے اسباب بھی محبوب ہوتے ہیں۔ دیکھو پلہ وار مزدور چونکہ جانتے ہیں کہ اسباب اٹھانے سے پیسہ ملے گا سو مسافروں کے اسباب لینے

اور لانے کے لیے آپس میں کیسا جھگڑتے ہیں اور ہر شخص چاہتا ہے کہ مجھ پر یہ اسباب لاد جاوے اور باوجود مشقت و تعب کے پھر بھی بوجھ لادنے میں ان کو ایک قسم کا لطف و لذت ملتی ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ جنت محبوب ہو، اللہ تعالیٰ کا لقا محبوب ہو اور اس کے اسباب یعنی اعمالِ صالحہ مرغوب و محبوب نہ ہوں اس لیے حدیث شریف میں وارد ہے لَمْ أَرْ مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا أَوْ كَمَا قَالَ۔ یعنی میں نے جنت کے برابر کوئی چیز عجیب نہیں دیکھی جس کا طالب سو جاوے۔ جن کو دیدہ بصیرت سے یہ مضمون کھل گیا ان کو بیشک ان اعمالِ شاقہ میں لطف اور راحت ملتا ہے قال اللہ تعالیٰ وَانْهَا لَكَبِيرَةٌ، أَلَا عَلَى الْخَاشِعِينَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ یعنی بیشک نماز ضرور گراں گذرتی ہے مگر ان لوگوں پر جو خشوع کرنے والے ہیں جن کا یہ یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اس کی طرف رجوع ہونے والے ہیں، سو نماز کے آسان ہونے کے لیے یہ یقین معین ٹھہرا کہ ہم کو اپنے رب سے ملنا ہے اور حدیث صحیح میں ارشاد ہے جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ یعنی نماز میں مجھ کو آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی راحت ملتی ہے۔

مشورہ نیک

جب اعمال کی صورت مثالیہ معلوم ہو چکی تو اب تمام جزا و سزا تمہارے ہاتھوں ہے اگر چاہتے ہو کہ جنت کے بہت سے درخت ہمارے حصے میں آویں تو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر خوب پڑھا کرو، اگر چاہتے ہو کہ قیامت کے دن ہم سایہ میں ہوں تو سورۃ البقرہ، آل عمران کی تلاوت کیا کرو کہ وہ ساتیان کی شکل میں ہوں گی۔ اگر چاہتے ہو کہ ہم کو جنت کا چشمہ ملے خیرات جاری کیا کرو، اگر چاہتے ہو کہ خوب کپڑے ملیں تو تقویٰ و دین کو مضبوط پکڑو، اگر چاہتے ہو کہ جنت میں دودھ کا چشمہ ملے یا حوض کوثر سے سیراب ہوں تو علم دین خوب حاصل کرو، اگر چاہتے ہو کہ پل صراط پر پل جھپکنے گزر جاؤ تو شریعت پر خوب مستقیم رہو، اگر چاہو کہ پل صراط پر ہمارے پاس نور ہے تو نماز کا خوب اہتمام کرو، اگر چاہو ہم کو جنت میں بہت سے محل ملیں تو خوب قل ہو اللہ پڑھا کرو۔ اسی طرح جو نعمت چاہو اس کے اسباب اختیار کرو، وہی اسباب ان نعمتوں کی شکل تک کر تم کو مل جاویں گے سُبْحَانَ الَّذِي لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ وَلَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ۔

خاتمہ

”بعض اعمال مخصوصہ کے بیان میں جو زیادہ مفید یا مضر ہیں اور بعض شبہاتِ عوام کے جواب میں۔“ یوں تو جتنی طاعات ہیں سب ضروری ہیں اور جتنے سینات ہیں سب مضر ہیں مگر بعض اعمال جو بمنزلہ اصول کے ہیں زیادہ اہتمام کے قابل ہیں، فعلاً یا ترکاً کہ ان کے اہتمام سے دوسرے اعمال کی اصلاح کی زیادہ امید ہے ان کو ہم دو فصلوں میں لکھتے ہیں۔

فصل پہلی: ایسی طاعات کے بیان میں جن کی محافظت سے امید ہے کہ دوسری طاعات کا سلسلہ قائم ہو جائے ایک ان میں علمِ دین کا حاصل کرنا ہے خواہ کتب سے حاصل کیا جاوے یا صحبتِ علماء سے بلکہ تحصیلِ کتب کے بعد بھی علماء کی صحبت ضروری ہے اور مراد ہماری علماء سے وہ علماء ہیں جو اپنے علم پر خود عمل کرتے ہوں اور شریعت و حقیقت کے جامع ہوں، اتباعِ سنت کے عاشق ہوں، توسطِ پسند ہوں، افراط و تفریط سے بچتے ہوں، خلق پر شفیق ہوں، تعصب و عناد ان میں نہ ہو، گو اس وقت بھی بفضلہ تعالیٰ اس قسم کے علماء بہت ہیں اور ہمیشہ رہیں گے

جیسا ہمارے سردار اکرام صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا وعدہ ہے لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي مَنصُورِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَن دَلَّهُمْ۔ (مگر ہم چند بزرگوں کا نام تبرکاً) اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں تاکہ غیر مذکورین کو مذکورین پر قیاس کر سکیں اور جن کی ایسی ہی شان ہو ان کی صحبت سے مستفید ہو سکیں۔

مکہ معظمہ میں حضرت سیدی مرشدی مولنا الحاج الشیخ محمد امداد اللہ صاحب دامت برکاتہم۔

گنگوہ میں حضرت مولنا رشید احمد صاحب دامت برکاتہم۔

سہارنپور میں جناب مولنا ابوالحسن صاحب مہتمم جامع مسجد سہارنپور۔

دیوبند میں جناب مولنا محمود حسن صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ دیوبند۔

حضرت حاجی محمد عابد صاحب مقیم مسجد چشتہ دیوبند۔

انبالہ میں حضرت سائیں توکل شاہ صاحب دامت برکاتہم۔

ایسے بزرگوں کی صحبت و خدمت جس قدر میسر ہو جائے غنیمت کبرے و نعمتِ عظمیٰ ہے اگر ہر روز ممکن نہ ہو تو ہفتہ میں آدھ گھنٹہ ضرور التزام کرے اس کے برکات خود دیکھ لے گا، ایک ان میں سے نماز ہے جس طرح ہو سکے پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھتا رہے اور حتی الامکان جماعت حاصل کرنے کی بھی کوشش کرے اور بدرجہ مجبوری جس طرح ہاتھ آوے غنیمت ہے۔ اس سے دربارہ الہی میں ایک تعلق اور ارتباط قائم رہے گا، اس کی برکت سے انشاء اللہ اس کی حالت درست رہے گی اَنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ۔ الآیۃ، ایک ان میں سے لوگوں سے کم بولنا اور کم ملنا اور جو کچھ بولنا ہو سوچ کر بولنا ہے، ہزاروں آفتوں سے محفوظ رہنے کا یہ ایک اعلیٰ درجہ کا آلہ ہے، ایک ان میں سے محاسبہ و مراقبہ ہے یعنی اکثر اوقات یہ خیال رکھے کہ میں اپنے مالک کے پیش نظر ہوں میرے سب اقوال و افعال و احوال پر ان کی نظر ہے۔ یہ مراقبہ ہوا اور محاسبہ یہ کہ کوئی وقت مثلاً سوتے وقت تنہا بیٹھ کر تمام دن کے اعمال یاد کر کے یوں خیال کرے کہ اس وقت میرا حساب ہو رہا ہے اور میں جواب سے عاجز ہو جاتا ہوں، ایک ان میں سے توبہ و استغفار ہے۔ جب کبھی کوئی لغزش ہو جائے تو توف نہ کرے کسی وقت یا کسی چیز کا انتظار نہ کرے فوراً تنہائی میں جا کر سجدہ میں گر کر خوب معذرت کرے اور اگر رونا آوے تو روئے ورنہ رونے کی صورت ہی بنائے۔ یہ پانچ چیزیں ہوں۔ علم و صحبتِ علماء، نماز پڑگانہ، قَلَّتِ کَلَامِ مَخَالِطِ، محاسبہ و مراقبہ، توبہ و استغفار انشاء اللہ تعالیٰ ان تمام امور پڑگانہ کی پابندی سے جو کہ کچھ مشکل بھی نہیں، تمام طاعات کا دروازہ کھل جائے گا۔

فصل دوسری: ایسے معاصی کے بیان میں کہ ان کے بچنے سے بعضہم تعالیٰ قریب قریب تمام معاصی سے نجات ہو جاتی ہے۔ ایک ان میں سے غیبت ہے اس سے طرح طرح کے مفاسد دنیاوی و اخروی پیدا ہوتے ہیں جیسا ظاہر ہے، اس میں آجکل بہت مبتلا ہیں اس سے بچنے کا سہل طریق یہ ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ نہ کسی کا تذکرے کرے نہ سُننے نہ اچھا نہ بُرا، اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے، ذکر کرے تو اپنا ہی کرے، اپنا دھندا کیا تھوڑا ہے جو اوروں کے ذکر کرنے کی فرصت اس کو ملتی ہے، ایک ان میں سے ظلم ہے خواہ مالی یا جانی یا زبانی مثلاً کسی کا حق مار لیا قلیل یا کثیر یا کسی کو ناحق تکلیف پہنچائی یا کسی کی بے آبروئی کی، ایک ان میں سے اپنے کو بڑا سمجھنا اوروں کو حقیر سمجھنا، ظلم و غیبت وغیرہ اسی مرض سے پیدا ہوتے ہیں اور بھی خرابیاں اس سے پیدا

ہوتی ہیں، حقد و حسد و غضب وغیرہ ذالک، ایک ان میں سے غصہ ہے، کبھی نہیں یاد کہ غصہ کر کے پچھتائے نہ ہوں کیونکہ حالت غضب میں قوت عقلیہ مغلوب ہو جاتی ہے۔ سو جو کام اس وقت ہوگا عقل کے خلاف ہی ہوگا جو بات ناگفتنی تھی وہ منہ سے نکل گئی جو کام ناکردنی تھا وہ ہاتھ سے ہو گیا بعد غصہ اترنے کے جس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا، کبھی کبھی عمر بھر کے لیے صدمہ میں گرفتاری ہو جاتی ہے، ایک ان میں سے غیر محرم عورت یا مرد سے کسی قسم کا علاقہ رکھنا خواہ اس کو دیکھنا، یا اس سے دل خوش کرنے کے لیے ہمکلام ہونا یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا یا اس کے پسند طبع کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ و نرم کرنا۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں احاطہ تحریر سے خارج ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں ضمناً اس کو کسی قدر زیادہ لکھنے کا ارادہ ہے۔ ان میں سے ایک طعام مشتبہ یا حرام کھانا ہے کہ اسی سے تمام ظلمات و کدورت نفسیہ پیدا ہوتی ہیں کیونکہ غذا اسی سے بن کر تمام اعضاء و عرق میں پھیلتی ہے پس جیسی غذا ہوگی ویسا ہی اثر تمام جوارح میں پیدا ہوگا اور ویسے ہی افعال اس سے سرزد ہوں گے۔ یہ چھ معاصی ہیں جن سے اکثر معاصی پیدا ہوتے ہیں ان کے ترک سے انشاء اللہ تعالیٰ اوروں کا ترک بہت سہل ہو جاوے گا بلکہ امید ہے کہ خود بخود متروک ہو جاویں گے اَللّٰهُمَّ وَفَّقْنَا۔ اب یہاں سے عوام کے بعض شبہات کا جواب دیا جاتا ہے جن سے وہ دھوکا میں پڑے ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکا میں ڈالتے ہیں، جب کبھی ان سے التزام طاعات و اجتنابِ معصیت کے لیے کہا جاتا ہے وہ ان ہی شبہات کو پیش کر دیا کرتے ہیں۔ یہ شبہات دو قسم کے ہیں، ایک قسم وہ شبہات ہیں جن سے صریح کفر لازم آتا ہے مثلاً یہ شبہ کہ دنیا نقد ہے اور آخرت نسیہ، اور نقد بہتر ہوتا ہے نسیہ سے۔ یا یہ شبہ کہ دنیا کی لذت یقینی ہے اور آخرت کی لذت مشکوک، تو یقینی کو مشکوک کی امید میں کس طرح چھوڑ دیں جیسے کسی نے کہا ہے۔

اب تو آرام سے گذرتی ہے عاقبت کی خبر خدا جانے

سو چونکہ ہمارے روئے سخن اس وقت اہل ایمان کی طرف ہے اس لیے ان شبہات کو مطروح النظر کرتے ہیں¹ دوسری قسم وہ شبہات جن کا باعث جہل و غفلت ہے۔ اس مقام پر ان کا جواب دینا مقصود ہے۔ ہم اس کو کئی فصلوں میں لکھتے ہیں۔ یتوفیق اللہ تعالیٰ۔

فصل: ایک شبہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے غفور الرحیم ہیں، میرے گناہوں کی وہاں کیا حقیقت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک وہ غفور الرحیم ہیں مگر قہار و منتقم بھی تو ہیں سو تم کو کیسے معلوم ہو گیا کہ تمہارے لیے ضرور مغفرت ہوگی، ممکن ہے کہ انتقام و قہر ہونے لگے۔ علاوہ اس کے آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ غفور الرحیم اس شخص کیلئے ہیں جو پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ اعمال کی اصلاح کرے۔ کَمَا قَالِ اللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوْا السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَعَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ یعنی اس کے بعد تیرا پروردگار ان لوگوں کے لیے غفور رحیم ہے جنہوں نے نادانی سے بُرا کام کیا پھر انہوں نے توبہ کر لی اس کے بعد اور اپنے اعمال درست کر لیے اور جو بلا توبہ مر جاوے تو بقدر گناہ تو مستحق عقوبت ہے اور فضل کا کوئی روکنے والا نہیں۔ مگر اس شخص کے پاس کیا دلیل ہے کہ میرے ساتھ یہی معاملہ ہوگا۔

فصل: ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں ابھی کیا جلدی ہے آگے چل کر توبہ کر لیں گے، اس شخص سے یہ کہنا کہ تم کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ ابھی تم اور زندہ رہو گے۔ ممکن ہے کہ شب کو سوتے کے سوتے رہ جاؤ، یا اگر زندگی بھی ہوئی تو توبہ کی شاید توفیق نہ ہو، یاد رکھو کہ گناہ جس قدر بڑھتا جاتا ہے دل کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے۔ روز بروز توبہ کی توفیق کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ اکثر بلا توبہ مر جاتا ہے۔

فصل: ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں گناہ تو کر لیں پھر توبہ کر کے معاف کر لیں گے اس شخص سے یہ کہنا چاہیے کہ ذرا اپنی انگلی آگ کے اندر ڈال دو پھر اس پر ہم مر ہم لگا دیں گے۔ یہ ہر گزر گوارانہ ہوگا، پھر افسوس

¹ علاوہ اس کے ان شبہات کا لغو ہونا ہر عاقل پر ظاہر ہے۔ وجود آخرت تو دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا، اگر خود ان دلائل کے ثبوت میں کلام ہے تو بفضلہ تعالیٰ براہین عقلیہ اس کے اثبات کے لیے ہر وقت موجود ہیں، بعد ثبوت آخرت کے نقد کو نسیہ پر مطلقاً ترجیح دینا بالکل مغالطہ ہے۔ یہ قاعدہ اس وقت ہے کہ نسیہ اور نقد کما و کیفاً برابر ہوں ورنہ تمام معاملات دنیا میں نسیہ کو نقد پر ترجیح دیا کرتے ہیں، پیسہ کی چیز اگر دو پیسہ میں ادھار کئے گئے اور خریدار پر ذرا بھی اطمینان ہو خوشی خوشی سے دے ڈالتے ہیں، یہاں وہ قاعدہ کہاں گیا ۱۲ منہ۔

ہے کہ معصیت پر کیسے جرأت ہوتی ہے، اس شخص کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ توبہ کی توفیق ضرور ہی ہو جاوے گی۔ یا اگر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ واجب ہے کہ توبہ قبول کر لیں، پھر یہ کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان سے توبہ کر لینا اللہ تعالیٰ کے روبرو کافی نہیں بلکہ صاحب حق سے معاف کرانے کی ضرورت ہے۔

نصل: ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کیا کریں ہماری تقدیر ہی میں یوں لکھا ہے اور یہ شبہ بہت ارزاں ہے کہ ہر کس و ناکس اس سے منتفع ہوتا ہے، صاحبو! ذرا انصاف کرنا چاہیے کہ جس وقت گناہ کرتے ہیں خواہ اسی قصد سے کرتے ہو کہ چونکہ ہماری تقدیر میں لکھا ہے لاؤ تقدیر کی موافقت کر لیں، ہرگز نہیں، اس وقت اس مسئلہ کا ہوش بھی نہیں رہتا۔ جب گناہ سے فراغت ہو جاتی ہے، فرصت میں تاویل سوچتی ہے اگر انصاف کر کے دیکھو خود اس تاویل کی بے قدری دل میں سمجھتے ہو گے، دوسرے بات یہ ہے کہ اگر تقدیر پر ایسا ہی بھروسہ ہے تو دنیاوی معاملات میں اس مسئلہ پر کیوں نہیں اعتماد ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص تم کو جانی یا مالی ضرر پہناوے تو اس پر ہرگز عتاب مت کیا کرو، سمجھ لیا کرو کہ ان کی تقدیر میں یہی لکھا تھا کہ شرارت کریں گے نقصان کریں گے وہاں مسئلہ تقدیر کے منکر بن جاتے ہو، یہاں سب سے بڑھ کر تقدیر پر تمہارا ہی ایمان ہوتا ہے۔

نصل: ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ اگر قسمت میں جنت لکھی ہے تو جنت میں جاویں گے اور اگر دوزخ لکھی ہے دوزخ میں جاویں گے۔ محنت و مشقت سب بیکار ہے، ان لوگوں سے کہنا چاہیے کہ اگر یہ بات ہے تو دنیاوی معاملات میں کیوں تدبیریں و کوشش کرتے ہو، کھانے کے لیے اس قدر اہتمام کرتے ہو، بوتے ہو، جوتے ہو پیسے ہو، چھانتے ہو، گوندتے ہو پکاتے ہو، لقمہ بنا کر منہ میں لے جاتے ہو، چباتے ہو نلگتے ہو، کچھ بھی نہ کیا کرو، اگر قسمت میں ہے آپ ہی بن کر پیٹ میں اتر جاویگا، نوکری کیوں کرتے ہو، کھیتی کیوں کرتے ہو یہ شعر کیوں پڑھ دیا کرتے ہو؟

رزق ہر چند بے گماں برسد لیک شراط است جتن از درہا

اگر اولاد کی تمنا ہوتی ہے تو نکاح کیوں کرتے ہو، پس جس طرح باوجود ثبوت تقدیر کے ان مسببات کے لیے اسباب خاصہ جمع کرتے ہو اسی طرح نعمائے آخرت کے لیے وہی اسباب و اعمال صالحہ جمع کرنا ضروری ہے۔

نصل: ایک دھوکا یہ ہو جاتا ہے کہ حدیث میں ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِئِي۔ سو ہم کو اپنے رب کے ساتھ حسن ظن ہے ضرور ہمارے ساتھ حسن معاملہ ہوگا۔ سو خوب یاد رکھنا چاہیے رجا و حسن ظن کے معنی یہ ہیں، کہ اسباب کو اختیار کر کے مسبب کے مرتب ہونے کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے منتظر رہے، اپنی تدبیر پر وثوق نہ کر بیٹھے اور جو اسباب ہی کو اڑا دیا تو یہ حسن ظن نہیں ہے بلکہ غرور اور دھوکا ہے، اس کی موٹی مثال یہ ہے کہ تخم پاشی کر کے انتظار ہو کہ اب غلہ خدا کے فضل سے پیدا ہوگا۔ یہ تو امید ہے اگر تخم پاشی ہی نہ کرے اور اس ہوس پر بیٹھا رہے کہ اب غلہ پیدا ہوگا تو یہ نرا جنون ہے اور دھوکا ہے جس کا انجام افسوس و حسرت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

نصل: ایک دھوکا یہ ہو جاتا ہے کہ فلاں بزرگ کی اولاد یا فلاں بزرگ کے مرید ہیں یا فلاں بزرگ زندہ یا مردہ سے محبت رکھتے ہیں پس خواہ ہم کچھ ہی کریں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و مغفور ہیں، صاحبو! اگر یہ نسبتیں صرف کافی ہوتیں تو ضرور سرور عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنی صاحبزادی کو ہرگز نہ فرماتے یَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِي نَفْسِي مِنَ النَّارِ فَانِّي لَا اَعْنِي عَنكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔ یعنی اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اپنی جان کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے یہاں کچھ کفایت نہیں کر سکتا، یعنی جبکہ اپنے پاس سرمایہ ایمان و اعمال صالحہ کا نہ ہو صرف نسبت کافی نہیں ہے اور ایمان و تقویٰ کے ساتھ اگر نسبت شریفہ بھی ہو تو سبحان اللہ

نور علی نور ہے اور قیامت کے دن فائدہ بخش بھی ہوگی، کما قال اللہ تعالیٰ وَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ مَا اَلْتَنَّهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ۔ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی بیروی کی ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ، ہم ملحق کر دیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو اور نہیں کم کریں گے ان کے عمل سے کچھ، یعنی آباء کی مقبولیت کی برکت سے اولاد کو بھی اسی درجہ میں پہنچادیں گے اور آباء و اجداد کے عمل میں کمی نہ ہوگی۔

نصل: بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری طاعت و اعمال کی پرواہ ہی کیا ہے؟ صاحبو یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے عمل کی پرواہ نہیں ہے نہ ان کا کوئی فائدہ، مگر کیا آپ کو بھی ان منافع کی پرواہ نہیں جو اعمال صالحہ پر مرتب ہوتے ہیں اور کیا نیک عمل میں آپ کا بھی فائدہ نہیں۔ خلاصہ یہ کہ عمل تو آپ کے لیے

نے آج تک تعلیم پائی، پس رسول ﷺ و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خوف و خشیت و توبہ و استغفار و اجتہاد فی العمل اور اہتمام مخالفت نفس، و سزائے اعمال بد کو دیکھ لینا ان شبہات کے دفع ہو جانے کے لیے کافی و وافی ہے۔

مقرر ہوا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے نفع کے لیے۔ سو اللہ تعالیٰ اگرچہ مستغنی ہیں مگر آپ تو مستغنی نہیں، اس کی تو بعینہ ایسی مثال ہے جیسے کوئی مشفق طبیب کسی مریض پر رحم کر کے کوئی دوا بتلا دے اور وہ مریض اپنی جان کا دشمن یہ کہہ کر ٹال دے کہ صاحب دوا پینے سے حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوگا، بھلے مانس! حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوتا تیرا فائدہ ہے کہ مرض سے صحت ہوگی۔

نصل: ایک شبہ بعض خشک علماء کا یہ ہوتا ہے کہ ہم دوسرے لوگوں کو وعظ و پند کرتے ہیں، ان کے اعمال کا ثواب بھی ہم کو ملتا ہے وہ اس کثرت سے ہے کہ ہمارے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا، یا یہ کہ ہم کو ایسے اعمال معلوم ہیں کہ جن کے کرنے سے سینکڑوں برس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں مثلاً سبحان اللہ و بجمہ سو مرتبہ روزانہ کہہ لینا، یا عرفہ یا عاشورہ کا روزہ رکھ لینا یا مکہ والوں کے لیے ایک طواف کر لینا صاحبو! موٹی بات ہے کہ اگر یہ اعمال کافی ہوں تو تمام اوامر و نواہی کا لغو ہونا لازم آتا ہے ادھر احادیث میں صاف صاف قید موجود ہے إِذَا اجْتَنَبَ الْكِبَائِرَ۔ یعنی یہ اعمال اس وقت سینات کا کفارہ بن جاتے ہیں جب کبائر سے اجتناب کیا جاوے۔ رہا یہ کہ ہم لوگوں کو وعظ و پند کرتے ہیں، صاحبو! ایسے شخص پر تو زیادہ وبال آنے والا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں واعظ بد عمل کے باب میں جو حدیثیں آئی ہیں، مشہور و معروف ہیں۔

نصل: ایک شبہ بعض جاہل فقیروں کو یہ ہو جاتا ہے کہ ہم ریاضت و مجاہدہ کی بدولت مقام فنا تک پہنچ گئے ہیں، اب ہم کچھ رہے ہی نہیں، جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے اور ایسی واپسی واپسی باتیں کرتے ہیں کہ اچھا خاصا کفر والحاد ہو جاتا ہے۔ کہیں کہتے ہیں کہ دریا میں قطرہ مل گیا، کہیں کہتے ہیں سمندر کو پیشاب کا قطرہ ناپاک نہیں کر سکتا۔ کہتے ہیں ہم تو خود خدا ہیں عبادت کس کی اور محصیت کس کی، کبھی کہتے ہیں اصل مقصود یاد ہے، ظاہری نماز روزہ نرا ڈھکوسلہ ہے جو بہ مصلحت انتظام مقرر ہوا ہے، تمام تر باعث ان خرافات کا جہالت ہے۔

ان لوگوں کو حقائق مقامات کا علم تک نہیں اور سلوک و وصول تو کیا خاک میسر ہوا ہوگا، یہ ثمرہ غلوفی التوحید کا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں اس کی مفصل تحقیق لکھی جائے گی، اس مقام پر اتنی موٹی سی بات سمجھ لینا چاہیے کہ رسول ﷺ سے بڑھ کر نہ کوئی واصل ہو انہ موحد، اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر کسی